www.novelsclubb.com
ابرِ رحمت
زاریہ فاطمہ
Pdf available at
www novelsclubb com
FB INSTA
novelsclubb

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

ابرِ رحمت

از

زاریہ فاطمہ

www.novelsclubb.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(قسط نمبر 3)

www.novelsclubb.com

کمرے کی کھڑکی پر گرے پردے روشنی کا راستہ روکے ہوئے تھے۔ ہر سو نیم اندھیرے کا راج تھا۔ پردوں کے درمیانی فاصلے سے چھن کر آتی ذرا سی روشنی کی کرن اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ بری طرح سے ہانپنے کی آوازیں کمرے کی

دیواروں سے ٹکراتی واپس لوٹ رہی تھیں۔بیڈ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے اس نفس کی آنکھوں میں خوف چھلک رہا تھا۔چہرے پر پسینے کی بوندیں نمایاں تھیں۔

اس نے اپنے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے سر کو تھام رکھا تھا۔شاید وہ کسی خواب کے زیرِ اثر تھا۔کپکپاتے ہاتھوں نے سائیڈ ٹیبل پر پڑے پانی کے گلاس کو تھامنا چاہا جو نتیجتاً ہاتھ کی پشت سے ٹکراتا فرش پر گر کر ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔

موبائل، کوٹ اور جوتے سب کمرے میں بیڈ کے قریب فرش پر پڑے تھے۔

www.novelsclubb.com

سرخ انگارا ہوتی آنکھوں سے اس نے فرش پر بکھرے گلاس کے ٹکڑوں کو دیکھا، کچھ سوچتے ہوئے اس کے وجود میں حرکت ہوئی۔کچھ ہی لمحوں میں وہ زمین پر بیٹھا کانچ کے ایک ٹکڑے کو ہاتھ میں تھامے ہوئے تھا۔

"میں خود کشی کا وہ طریقہ اختیار کروں گا جس میں بچ جانے کی کوئی امید نہ ہو۔"

سالوں پہلے کہے اس کے اپنے الفاظ کی گونج اسے آج ایک بار پھر اپنے کانوں میں سنائی دی تھی

کپکپاتے ہاتھوں سے گلاس کا نوکدار ٹکڑا شہ رگ کے قریب کیا۔

کیا انسان موت سے پہلے اپنے اچھے لمحات سوچتا ہے یا پھر وہ اپنی ساری زندگی کی تلخیوں کو یاد کرتا ہے؟ ایک نارمل انسان کی موت سے پہلے کے لمحات کیسے ہوتے ہیں؟ اس نے سوچنا چاہا۔

www.novelsclubb.com

گلاس کا نوکیلا ٹکڑا شہ رگ پر رکھے اس وقت وہ کوئی جنونی لگ رہا تھا۔ بالاج، ملک عالم، سلویٰ، جہانگیر! سب کے چہرے خلا میں تحلیل ہونے لگے۔ پس منظر میں فون کی چنگھاڑتی آواز گونج رہی تھی جسے وہ یکسر نظر انداز کئے ہوئے تھا۔

گردن پر شیشے کے ٹکڑے کا دباؤ بڑھا دیا گیا۔ وہ آج اپنی اس بے مقصد زندگی پر آخری مہر لگانے جا رہا تھا۔ سانسوں کی روانی بگڑنے لگی۔ آنکھوں کی پتلیاں درد کی شدت سے پھیلیں۔ زین عالم نے آج جانا تھا کہ اپنی موت کا خیال کرتے اس کے ذہن میں کسی کا چہرہ نہیں ابھرتا تھا۔ وہ اس دنیا میں غیر ضروری تھا۔ ایک مس فٹ!

www.novelsclubb.com

"کہاں رہ گئے بھئی تمہارے مسٹر ملک ؟"کوفت سے بولتی ضامنہ نے اپنا پچھلے بیس منٹ میں لاتعداد دفعہ پوچھا جانے والا سوال ایک بار پھر دہرایا۔ابر نے مدد طلب نظروں سے ہلیل کو دیکھا جو ضامنہ کے برابر والی کرسی پر بیٹھا بلکل فریش نظر آرہا تھا۔

ہلیل نے گردن کے اشارے سے تسلی کروائی اور ضامنہ کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

"اسے چھوڑو! وہ ویسے بھی الٹی کھوپڑی کا بندہ ہے راستے میں کسی سے لڑ جھگڑ رہا ہوگا تم بتاؤ مجھے کہ اس سنگر کے سٹیج پر بے ہوش ہو جانے کے بعد کیا ہوا۔" وہ بڑے مزے سے ٹھوڑی ہاتھ پر ٹکا کر بولا۔۔ضامنہ تو اس کے صدقے واری جا رہی تھی۔جتاتی نظروں سے ابر کو دیکھا جیسے کہہ رہی ہو کہ دیکھو بہن ایسے ہوتے ہیں دوست۔

ابر نے اس کے تاثرات پر آنکھیں گھمائیں، ایک نظر ہاتھ پر بندھی گھڑی کو دیکھا اور پھر ریستوران کے دروازے کو۔ وہ تینوں پچھلے بیس منٹ سے وہاں بیٹھے زین کی راہ تک رہے تھے۔

پہلی ملاقات کی نسبت آج وہ سب قدرے مختلف حلیے میں تھے۔ آس پاس لوگوں کی آمد و رفت جاری تھی۔ ہلکے ہلکے میوزک کے ساتھ چمچ اور کانٹوں کی آواز سارے ریستوران میں سنائی دے رہی تھی۔ اب کہ وہ بھی بیٹھے بیٹھے اکتا گئی تھی۔ ذہن میں کچھ دیر پہلے زین سے ہوئی گفتگو کا خیال آیا۔ جو سارا عرصہ غیر حاضر دماغی سے بس ہوں ہاں کرتا رہا تھا۔

اپنی سوچوں میں ڈوبی ابر کو ساتھ پڑی کرسی کے گھسیٹنے سے ہوش آیا۔ منظر واضح ہوا تو اپنی بائیں جانب اسے زین دکھائی دیا۔ وہ کہیں سے بھی پہلی ملاقات والا زین

نہیں لگا تھا۔ آنکھوں میں موجود سرخی، بے ترتیب سے بالوں کو ماتھے پر گرائے وہ تھکا تھکا سالگ رہا تھا۔ گلے پر کی گئی بینڈیج کو چھپانے کی ناکام کوشش کی گئی تھی۔

آدھے گھنٹے سے اس کا انتظار کرتے وہ تینوں اب سامنے بیٹھے اس شاہکار کو دیکھ رہے تھے۔ جس کا انداز یوں تھا جیسے آکر احسان کیا ہو۔ ضامنہ اسے دیکھ کر خاصی مایوس نظر آئی تھی شاید ہلیل کے بعد اب زین کے لیے بھی وہ کسی انتہائی وجیہہ مرد کا خاکہ تیار کئے بیٹھی تھی۔

www.novelsclubb.com

اہمم اہمم! کیونکہ اب سے ہم سب کی ملاقات اکثر ہوتی رہے گی تو مجھے ایک اصول قائم کرنا ہے۔۔۔ آج ابھی اور اسی وقت سے۔۔ ملاقات کی جگہ پر ہم سب میں سے جو بھی سب سے لیٹ آئے گا۔۔ کھانے کا بل اسے پے کرنا پڑے گا۔“ گلا کھنکھار کر اپنی زبان کے جوہر دکھاتی ضامنہ نے لمحے بھر کا بھی توقف کئے بغیر ”

کہا...زین کی طرف سے کسی وضاحت کے انتظار میں بیٹھے ابر اور ہلیل نے کن اکھیوں سے ضامنہ کو دیکھا پر وہاں کسے پرواہ تھی۔

زین نے سوالیہ نظروں سے ہلیل کو دیکھا جیسے پوچھ رہا ہو کہ یہ بی بی کون ہیں؟

"یہ ضامنہ ہے ابر کی دوست اور اس کیس میں فرانزک ٹیم کو یہی لیڈ کر رہی ہے۔"ہلیل نے اس کی نظروں کا مطلب سمجھتے تعارف کروایا۔جس کے جواب میں زین نے اوہ اوکے کہہ کر سر ہلایا جبکہ ضامنہ اپنا ایسا تعارف سن کر باقاعدہ ہلیل سے لڑنے کی تیاری پکڑ چکی تھی۔

"پوچھ سکتی ہوں کہ پہلے سے انفارم کئے جانے کے باوجود اتنی دیر کیوں ہوئی آپ کو؟"ابر نے کھوجتی نظریں اس کے بیزار سے تاثرات پر گاڑیں۔۔۔دونوں کی

نظریں آپس میں ٹکرائیں، زین کو اسکی آنکھوں سے کوفت ہوئی تھی۔۔۔اس نے غیر آرام دہ ہو کر پہلو بدلا ضامنہ اور ہلیل اپنی ایک نئ بحث شروع کر چکے تھے۔

مس قریشی میں بھی آپ سب کی طرح کام کاج والا بندہ ہوں اور مجھے کام کے دوران وقت کا اندازہ نہیں ہوتا پھر بھی میں سزا کے طور پر قائم کئے جانے والا یہ اصول قبول کرنے کیلئے تیار ہوں۔" کیا انداز تھے جناب کے ہلیل ٹھیک کہتا تھا اس کے بارے میں کہ وہ بولتا کم اور کاٹتا زیادہ تھا۔۔۔ابر نے ضبط کرتے ہوئے دانت پیسے ورنہ دل تو چاہا تھا کہ ٹیبل پر پڑی ہر چیز اس پر الٹ دے۔کچھ کہنے کے لئے لب وا کئے لیکن پھر خاموش ہی رہی۔

ضامنہ نے ابر کا چہرہ دیکھ کر مسکراہٹ ضبط کی وہ کتنی آسانی سے زچ ہو جاتی تھی۔

www.novelsclubb.com

ویٹر ان کا آرڈر لے کر جا چکا تھا۔ بات آخر کہاں سے شروع کی جانے والی تھی؟
ہلیل اور ابر نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر ایک گہرا سانس ہوا کے سپرد کرتے ہلیل نے پہل کی

"مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ اس کیس میں مجھے قاتل کو ڈھونڈنے کی بجائے ان تین اڑیل بچوں کو سدھارنے کا مشن ملا ہے۔" وہ صرف سوچ ہی سکا ورنہ اسکے اتنے نادر خیالات پر وہ تینوں اس کو مار کر دفنانے میں دیر نہ لگاتے

"ابر وہ فائل" اسنے ہاتھ آگے بڑھایا تو ابر نے ٹیبل پر پڑے اپنے پرس سے نیلے کور والی فائل نکال کر سامنے رکھی۔

ضامنہ نے پلیٹیں ہٹا کر جگہ بنائی اور فائل کو عین درمیان میں رکھا۔ وہ بالاج کی فرانزک رپورٹ تھی۔ آس پاس موجود لوگوں کو نظرانداز کرتے وہ سب فائل پر

جھکے ہوئے تھے۔ابر ہر چند سیکنڈز کے بعد ورق پلٹتی۔مطلوبہ تصویر پر پہنچ کر اس نے ہاتھ پیچھے ہٹائے

"یہ کیا ہے ؟ایک سیگنیچر ؟"تصویر پر نظریں مرکوز کئے ہلیل کی پر سوچ آواز ابھری

"میں یہ دیکھ چکی ہوں یار اور مجھے لگتا ہے کہ یہ صرف ایک جال ہے"ضامنہ کی بات پر ان تینوں نے اپنے جھکے ہوئے سر اٹھائے۔سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا

"اور تم یہ اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہو؟"زین نے مدھم سی آواز میں پوچھا۔۔۔وہ کچھ جانتا تھا پر کیا

"کیونکہ ایسے سیگنیچر سیریل کلرز چھوڑا کرتے ہیں! کیا تم لوگوں نے اس کیس سے پہلے ایسے کسی قاتل کے بارے میں کچھ سنا ہے جو اپنے وکٹم کی گردن پر اپنا نام لکھتا ہو؟" وہ ٹھیک کہہ رہی تھی اس واقعے سے قبل ایسے کسی سیریل کلر کے بارے میں کچھ سامنے نہیں آیا تھا

"اور کیا تم لوگوں کو لگتا ہے کہ نوریز جیسا انسان اتنی گہرائی میں جا کر سوچ سکتا ہے؟ اس کی جتنی معلومات میرے پاس ہیں اس کے مطابق وہ اتنی دور کی پلاننگ کبھی نہیں کرے گا۔" ہلیل اس کی بات سے متفق نظر آرہا تھا پر ابر اور زین ابھی بھی مطمئن نہیں تھے۔۔۔ اتنی بڑی بات کو نظر انداز کرنے کے لیے انھیں کسی ٹھوس وجہ کی تلاش تھی

" پر ضامنہ ہم یہ نظرانداز نہیں کر سکتے وہ بھی صرف اس بنا پر کہ ہمیں لگتا ہے کے نوریزا اتنی عقل نہیں رکھتا! ہو سکتا ہے اس قتل میں ایک سے زیادہ لوگ شامل ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بالاج اس سیریل کلنگ چین کا پہلا نشانہ ہو سیریل کلر بننے میں دیر ہی کہاں لگتی ہے۔" ابر کو واقعی یہ بات ناگوار گزر رہی تھی کیونکہ یہ کیس اتنا سیدھا نہیں تھا جتنا دکھائی دے رہا تھا۔۔ زین پر سوچ نظروں سے خلا میں گھور رہا تھا۔

ویٹر اب ٹیبل پر ان کا آرڈر سجا رہا تھا۔ کچھ ہی لمحوں میں وہ ساری جگہ کھانے کی اشتہا انگیز خوشبو سے مہک رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

" آرگھس! یہ لفظ میں زندگی میں پہلی بار پڑھ رہی ہوں۔ کیا اس کی کوئی فل فارم ہے؟" گرم گرم فرائز کا ٹکڑا منہ میں رکھتی ضامنہ نے ان تینوں کی طرف دیکھ کر کہا۔۔ وہ سب ایسے گم صم بیٹھے تھے جیسے وہاں موجود ہی نہ ہوں۔ خیالوں ہی

خیالوں میں نجانے کیا سوچ جا رہا تھا۔ضامنہ کندھے اچکاتی کھانے کے ساتھ انصاف کرنے لگی۔

بھلا کھانے سے بھری میز کو چھوڑ کر قتل و غارت کی باتیں کرنا کس کمبخت کو پسند ہو سکتا ہے۔

کیا تم میں سے کسی نے کبھی گریک میتھالوجی پڑھی ہے؟" زین کے اس " اچانک سوال پر ضامنہ کا مسلسل چلتا ہوا منہ رکا۔۔تینوں کی گردن اپنے آپ نفی میں ہلیں،ہلیل کو لگا کہ جیسے اس کا دماغ چل گیا ہو اس قتل کیس میں گریک میتھالوجی کا کیا کام بنتا تھا البتہ ابر نے دلچسپی سے اسے دیکھا آنکھوں میں ایک دم سے چمک ابھری

"گریک میتھالوجی کے کچھ مشہور دیوتاؤں کے بارے میں تو کافی لوگوں کو پتہ ہوتا ہے! چلو ذرا آسان الفاظ میں پوچھتا ہوں۔ زیوس اور پوسیڈن نامی یونانی دیوتاؤں کے بارے میں تو جانتے ہو گے تم لوگ؟" ان تینوں کی گردنیں میکانکی انداز میں ہاں میں ہلیں۔ زین ہاتھوں کو باہم ملا کر ٹیبل پر رکھے اب کسی فلاسفر کا روپ دھار چکا تھا جس سے اسکے پسندیدہ ٹاپک پر سوال کر لیا گیا ہو۔

"ہمم گڈ! تو زیوس اور اسکی بیوی ہیرا کے زمانے میں آرگس نامی نگران ہوا کرتا تھا۔ اس کے بارے میں بس چند ہی کہانیاں سننے کو ملتی ہیں لیکن جو کہانیاں ملتی ہیں وہ اسکے کردار کو واضح کرنے کے لیے کافی ہیں۔" اس نے چھوٹا سا وقفہ لیا وہ تینوں بغور زین کی ساری بات سن رہے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آرگھس صرف ایک نگران تھا پر جانتے ہو اس کی وجہ شہرت کیا تھی؟" سوال کرنے کے بعد وہ ان کے جواب کیلئے نہیں رکا تھا بلکہ بات جاری رکھی "

"اس کے جسم پر موجود سو یا اس سے زائد آنکھیں! گریک میتھالوجی کے مطابق آرگھس ایک سو آنکھوں والا دیو قامت لیجنڈ تھا۔ قد کاٹھ میں کسی جائنٹ سے مشابہت رکھنے والا!" زین بول رہا تھا اور وہ سب سن رہے تھے، حیران و پریشان سے۔۔۔ آخر نوریز کو اتنی گہرائی میں جانے کی کیا ضرورت پیش آگئی تھی

www.novelsclubb.com

"کچھ جگہوں پر سو کی بجائے ہزار آنکھوں کا بھی ذکر ہے اسکے بارے میں مشہور تھا" کہ اپنی سو آنکھوں اور غیر معمولی طاقتوں کی بنا پر بہت سارے دیوتا بھی آرگھس سے خوف کھایا کرتے تھے اس کی نظروں سے بچ جانا ایک ناممکن عمل تھا پر یہاں

پر غور کرنے کی بات یہ ہے کہ نوریز اور اس کے ساتھی نے آر گھس کا انتخاب کیوں کیا؟" اپنی بات مکمل کر کے وہ واپس اپنی کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

ابر اور ضامنہ زین کی باتوں سے حد درجہ متاثر ہوئی نظر آ رہی تھیں اور ہلیل؟ وہ خاموش تھا کسی گہری سوچ میں گم۔

"تم اتنا سب کچھ کیسے جانتے ہو؟" اشتیاق بھرا وہ لہجہ ضامنہ کا تھا۔

"کتابیں پڑھتا ہوں!" لیا دیا سا انداز! کیا ابھی تھوڑی دیر پہلے اتنا لمبا لیکچر جھاڑنے والا وہی نہیں تھا؟

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہو سکتا ہے کہ یہ سیگنیچر ہمیں اس قتل کی مزید تفصیلات میں جانے سے روکنے کے لئے ہو؟" ہلیل کی بات پر ان سب نے ناسمجھی سے اسے دیکھا

"میرا مطلب ہے کہ زین کے مطابق آر گھس کی نظروں سے کوئی چیز نہیں چھپ سکتی تھی تو کیا یہ ممکن نہیں کہ نوریز ہمیں وارن کرنا چاہ رہا ہو! ہو سکتا ہے کہ ہم پر نظر رکھی جا رہی ہو؟" اس کی بات پر ابر نے جھرجھری لی۔۔۔یہ سب قتل کیس کم اور ہارر موَوی زیادہ لگ رہا تھا۔زین نے اس کے سوال پر کندھے اچکائے۔۔۔ضامنہ کو لگا اگر کچھ دن مزید ان سب کے ساتھ رہی تو اس کی بھوک پیاس ہی مر جائے گی۔

"اور ان فنگر پرنٹس کا کیا؟ وہ تو چیخ چیخ کر نوریز اعوان کو قاتل کہہ رہے ہیں۔" وہ کہے بنا نہ رہ سکی۔

ان تینوں کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ فنگر پرنٹس کی رپورٹ کے مطابق وہاں پر پائے جانے والے تین لوگوں کی انگلیوں کے نشانات میں سے دو ان لوگوں کے تھے جنہیں بالاج کی لاش ملی تھی جبکہ تیسرا انسان نوریز اعوان تھا۔ وہ نوریز کے فنگر پرنٹس تھے۔

"یہ تو اب نوریز ہی بتا سکتا ہے! ہلیل کیا پولیس کو اب تک اس کا کوئی سراغ نہیں ملا؟" ابر نے گھونٹ پانی حلق میں اتارتے پوچھا۔ کون سی بل میں جا کر چھپ گیا تھا یہ نوریز۔

ہم کوشش کر رہے ہیں۔۔۔ ظہیر کے بتائے دو تین اڈوں پر ریڈ کر چکے ہیں پر " نوریز کے بارے میں کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئی مجھے تو لگتا ہے کہ وہ شہر چھوڑ چکا ہے۔" اطمینان سے کہتا وہ کھانے کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔

اب کیا اگر وہ اگلے دو سال تک واپس نہ آیا تو تب تک ہم یونہی ہاتھ پر ہاتھ " دھرے بیٹھے رہیں گے؟" ابر نے صدمے سے اسے دیکھا جو اس کی بات کو نظر انداز کر کے کھانے پر ٹوٹ چکا تھا۔ کن کٹھن چکروں میں پھنس گئی تھی وہ۔۔ ایک بھٹکی نگاہ زین کے چہرے سے ٹکرائی۔ وہ اس کی زرد پڑتی رنگت کو بخوبی دیکھ سکتی تھی۔ زین ٹھیک نہیں تھا۔

نامحسوس انداز میں پانی کا گلاس زین کی جانب کھسکایا۔۔۔ دونوں بازو سینے پر لپیٹے کرسی کی پشت کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا وہ ابر کی یہ حرکت نوٹ کر چکا تھا۔۔ نظریں

اس کے چہرے کی جانب اٹھیں پر وہ متوجہ نہیں تھی۔ سرد آہ بھر کر گلاس لبوں سے لگایا۔

"کیا بکواس ہے ہلیل کیا تمہیں اس ٹیبل پر پڑا باقی کھانا دکھائی نہیں دے رہا جو میری پلیٹ میں منہ مارنا شروع کر دیا ہے؟" ضامنہ نے صدمے اور غصے سے بھری آواز کو دبانے کی ناکام کوشش کرتے ہلیل کو دیکھا جو سارا کھانا چھوڑ کر اس کی پلیٹ میں نکالے گئے سینگاپورین رائس کے بڑے بڑے نوالے حلق میں اتار رہا تھا۔

"بڑے بوڑھے کہتے ہیں کہ مل بانٹ کر کھانے سے پیار بڑھتا ہے۔" دبی دبی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہتا وہ ضامنہ کو تاؤ دلا گیا تھا۔۔۔ ابراب ان کی نوک جھوک انجوائے کر رہی تھی البتہ زین بے نیاز سا کھانے میں مگن تھا ظاہر ہے بھئی بل جب

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسے ہی دینا تھا تو خود بغیر کھائے کیسے جا سکتا تھا۔ قارون کا خزانہ تھوڑی نام تھا اس کے۔

"ارے بھاڑ میں گئے بڑے بوڑھے! میں بتا رہی ہوں تمہیں اگر مزید ایک چمچ بھی تم نے میری پلیٹ سے لیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔" وہ کانٹے کا رخ ہلیل کی جانب کئے وارن کر رہی تھی۔۔۔ اس نے ہاتھ ہوا میں بلند کر کے سرینڈر کیا پر وہ ضامنہ کو زچ کرنے کی اپنی کوشش میں کامیاب ہو چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"غضب خدا کا تم پولیس والے تو ہمیشہ دوسروں کے منہ کا نوالہ چھیننے کیلئے تیار بیٹھے ہوتے ہو، خود بھی ہاتھ پیر ہلا لیا کرو!" ہلیل کی مسکراہٹ تھمی، بے یقینی کے تاثرات سجاتے ضامنہ کو دیکھا! کیا وہ صرف چاولوں کے ایک چمچ کیلئے اس کے پیشے پر سوال اٹھا رہی تھی۔ وہ بھی کہاں پیچھے رہنے والا تھا۔۔۔ برابر جوابی کارروائی کی

گئی۔۔۔جنگ چھڑ چکی تھی۔دونوں ہی فاتح کہلانے کیلیئے ایک سے بڑھ کر ایک طنز کا تیر چلا رہے تھے۔

ان کا باقی وقت آپس میں نوک جھونک کے دوران گزرا۔کچھ لمحوں کے لیے وہ سب بھول چکے تھے کہ وہ وہاں کس مقصد کے لئے اکٹھا ہوئے تھے۔وہاں اس ٹیبل پر موجود ان چار لوگوں کے زندگی سے بھرپور قہقہے گونج رہے تھے۔ہنستے مسکراتے اس وقت میں کچھ نئے رشتوں کی شروعات لکھی جا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ ابھی گھر کے داخلی دروازے پر کھڑی تھی کہ روتے چیختے اسود کی آواز کانوں سے ٹکرائی۔ماتھے پر شکنوں کا جال ابھرا اور قدموں نے گھر کے اندر کا سفر کیا۔گاڑی کی چابی اسکی جگہ پر لٹکاتے نظر سامنے پڑی جہاں شہر بانو اسود کو ساتھ لگائے بہلانے کی کوشش کر رہی تھیں۔

"السلام علیکم! کیا ہوا اسود کو؟ایسے کیوں رو رہا ہے؟" فکر مندی سے کہتی وہ ان تک پہنچی اسود اس کی آواز سن کر اب اور بھی بلند آواز میں رونے لگا تھا

"شکر ہے ابر تم آگئی لو سنبھالو اسے" شہر بانو نے آگے بڑھ کر اسود کو جھولی سے اتارتے ابر کے حوالے کیا

"ہوا کیا ہے؟ طبعیت تو ٹھیک ہے نا اس کی؟ پہلے تو کبھی ایسے نہیں رویا۔" وہ اب فکر مندی سے پوچھتی اسود کی آنسوؤں سے لبالب بھری آنکھیں اور بہتی ناک پونچھ رہی تھی

"ارے بیٹا ہونا کیا ہے جب سے آنکھ کھلی ہے تب سے تمہیں گھر میں نہ دیکھ کر بس روئے چلا جا رہا ہے۔ میں اور سائرہ تو ہلکان ہو گئے صبح سے اسود کو چپ کرواتے کرواتے! کچھ دیر تو تمہارا ڈوپٹہ پکڑا دیا تو ذرا بہل گیا لیکن دس منٹ بعد پھر سے رونا شروع۔" شہر بانو بیگم نے ابرکے کندھے سے لگے اسود کو دیکھا جو اسکے پاس جاتے ہی رونا بھول چکا تھا

www.novelsclubb.com

"نہ کریں امی! ڈوپٹے سے بھی کام نہیں بنا آج؟" وہ اسود کی پشت سہلا رہی تھی جس کی رو رو کر ہچکی بندھ چکی تھی حیران ہوتی نظروں سے شہر بانو کو دیکھا جنہوں نے جواباً اُسے گھوری سے نوازا۔

"تمہاری طرح ہی ہوشیار اور ضدی ہے۔ اب یہ ڈوپٹے والی چال سمجھ آ چکی ہے اسے خود تو تم اس کو اپنے کندھے کی عادت ڈال کر روز فرار ہو جاتی ہو۔ ہم سے تو بھئی سنبھلنے میں ہی نہیں آتا تمہارا بیٹا۔" ابران کی بات پر مسکرائی والہانہ نظروں سے اپنے کندھے سے چپکے اس چھوٹے سے وجود کو دیکھا جس نے اس کی قمیض کو اپنی مضبوط گرفت میں جکڑ رکھا تھا۔

اسود ابر کی موجودگی کا اس قدر عادی تھا کہ اسکے چند لمحے غائب ہونے پر رو رو کر طوفان کھڑا کر دیا کرتا تھا۔ شہر بانو بیگم کو جب کچھ سمجھ نہ آئی تو ابر کے زیر استعمال

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ڈوپٹہ اس کو تھمادیا کرتیں حیران کن بات یہ کے ان کا یہ پینترا کام کر رہا تھا۔اسود کو اس ڈوپٹے سے ابر کی خوشبو آتی تھی۔ابر اپنے بچپن میں بلکل اسود جیسی تھی سارا سارا دن ماں کا ڈوپٹہ پکڑ کر خاموش بیٹھی رہتی تھی۔بس پھر کیا اپنی ترکیب کامیاب ہوتے دیکھ اب جب بھی اسود ابر کو نہ پا کر رونا شروع کرتا تو شہر بانو اسے ابر کا ڈوپٹہ پکڑا دیا کرتیں اور وہ فوراً بہل جاتا۔پر اب تو اسود نے بھی ٹھان لی تھی کہ ان کے ہاتھوں مزید الو نہیں بنے گا۔بقول شہو بانو کے وہ ہوشیاری میں بلکل ابر جیسا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میری جان! اتنا کون روتا ہے،دیکھو ماما آگئی ہیں اب ہم اسود کے ساتھ کھیلیں گے اس کی فیورٹ ضامنہ خالہ سے بات کریں گے اور کھانا بھی کھائیں گے ہنس دو چلو جلدی سے اب" ابر نے اسکے گال چومتے پیٹ پر گدگدی کی تو وہ کھکھلا کر ہنسا، شہر بانو بیگم نے انھیں دیکھ کر سکون کا سانس لیا۔

امی کھانا کھایا آپ نے ؟آپ کی میڈیسن کا وقت ہو رہا ہے۔" گھڑی کی سوئیوں پر نظر پڑتے ہی اسے احساس ہوا کہ وہ جلدی گھر آنے کی کوشش کے باوجود دیر کر چکی تھی "

نہیں تمہارا انتظار کر رہی تھی بچے، تم ہاتھ منہ دھو کر آجاؤ میں کھانا لگاتی ہوں۔" وہ اٹھ کر کچن کی جانب بڑھیں "

کتنی دفعہ کہا ہے کہ میرا انتظار مت کیا کریں آپ کیوں نہیں سنتیں! وقت پر دوا نہیں لیں گی تو طبیعت خراب ہو جائے گی امی۔ اسود تو اسود ہے آپ بھی کہاں کم ہیں اس سے۔" وہ بھی ان کے پیچھے کچن میں پہنچ چکی تھی انداز صاف ناگواری لئے "

ہوئے تھا۔

ابر تم تو ایسے پابندیاں لگاتی ہو جیسے مجھے شوگر نہیں بلڈ کینسر ہو۔"مصروف سے "
انداز میں ٹیبل پر کھانا لگاتی شہر بانو نے اس کی بات ہوا میں اڑائی

اللہ نہ کرے امی کیسی باتیں کرتی ہیں!"ایسا کوئی خیال ہی ابر کا دل دہلا دیا کرتا "
تھا اور وہ کتنے نارمل انداز میں یہ بات کہہ گئی تھیں

اچھا چلو نہیں کہتی کچھ تم بیٹھو۔ کھانا کھاؤ گی نا؟"اس کی فکر پر شہر بانو کے اندر "
تک ٹھنڈک بکھر گئی

www.novelsclubb.com

جی کھاؤں گی۔"ابر سر جھٹکتی ان کے برابر والی کرسی پر بیٹھ چکی تھی، وہ "
ریسٹوران سے اچھا خاصہ کھانا کھا کر آئی تھی پر اپنی ماں کو کیسے نہ کہہ دیتی اور وہ بھی

تب جب وہ اس کے انتظار میں بھوکی بیٹھی ہوں۔ گود میں بیٹھا اسود قلقاریاں لگاتا کبھی چمچ پکڑ لیتا تو کبھی اس کے بال (نجانے کیا بیر تھا اسکا ابر کے بالوں سے)

"سکندر بھائی کی کال آئی تھی آج" شہر بانو نے جھجھکتے ہوئے بتایا تو نوالہ منہ تک لے جاتا ابر کا ہاتھ ہوا میں معلق رہ گیا۔ چہرے پر چھائے نرم تاثرات کی جگہ سختی در آئی لیکن اصل تکلیف تو ان کی اگلی بات نے پہنچائی تھی۔

"زمان کی شادی کر رہے ہیں بلایا ہے ہمیں" کن اکھیوں سے وہ ابر کے چہرے پر سے ایک کے بعد ایک گزرتا رنگ دیکھ رہی تھیں۔ نجانے ہتک تھی یا غصہ جس کے باعث اسکی کانوں کی لوئیں سرخ ہو چکی تھیں۔

www.novelsclubb.com

شوق سے کریں۔"لاپرواہ بننے کی اداکاری کرتے کہا اور پھر ایک کے بعد ایک "
نوالہ منہ میں ڈالتی چلی گئی۔اسے یہاں اپنا سانس رکتا محسوس ہو رہا تھا۔آنکھوں
میں تکلیف کے اثرات نمایاں تھے شہر بانو نے نظریں پلیٹ پر جمالیں

"دو دن بعد مہندی ہے، تم چلو گی نا ساتھ؟"نجانے کس دل سے یہ سوال پوچھا "
تھا انہوں نے،ابر نے صدمے سے اپنی ماں کے چہرے کو دیکھا وہ اس سے ایسی
بات کیسے کر سکتی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"امی ہم وہاں سے نکالے جا چکے ہیں اور ابر المیرا اتنی گری پڑی نہیں ہے کہ ایک
در سے دھتکارے جانے کے بعد دوبارہ وہاں کا رخ کرے۔اس زندگی میں تو میں
اس گھر میں دوبارہ قدم نہیں رکھنے والی۔ہاں!آپ کو جانا ہے تو جائیں میں آپ کو

نہیں روکوں گی۔" بے لچک اور کڑواہٹ میں ڈوبا لہجہ۔۔۔شہر بانو نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا

"ابر وہ ماضی تھا بیٹے! میں نے تمہیں ماضی میں بندھ کر جینا کب سکھایا؟ بھول کیوں نہیں جاتی تم وہ سب، سکندر بھائی نے پہل کر دی ہے تو تمہیں بھی دوستی کا ہاتھ آگے بڑھا دینا چاہیے۔" انہوں نے ابر کو سمجھانے کی ناکام کوشش کی پر یہ باتیں بھینس کے آگے بین بجانے والا تاثر دیتی دکھائی دے رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"دوستی؟ ماں سیریسلی؟ میں اس گھر کے کسی بھی فرد سے دوستی تو کیا دشمنی رکھنے کی بھی روادار نہیں ہوں، آپ کیلیئے وہ سب بھولنا اور انھیں معاف کرنا آسان ہو گا! میرے لئے نہیں ہے۔اب پلیز مجھے فورس مت کریں مجھے میرے اصول بہت

عزیز ہیں۔" دوٹوک لہجے میں کہتی وہ ان کے آنسوؤں سے نظریں چرا رہی تھی، وہ اپنی ماں کے ہاتھوں یوں ایموشنل بلیک میل نہیں ہو سکتی تھی۔

"اصول اپنی ماں کی خوشی سے زیادہ عزیز ہو گئے تمہیں؟" شہر بانو بیگم نے ڈوپٹے سے آنکھوں کے کنارے صاف کرتے نم لہجے میں کہا تو نہ چاہتے ہوئے بھی ابر کی نگاہ انکی نم آنکھوں پر ٹھہر گئی

"امی مت کریں پلیز" وہ منت کر رہی تھی۔ وہ مجرم نہیں تھی پر شہر بانو کے آنسو اسے اپنا آپ مجرم قرار دیتے دکھائی دے رہے تھے۔

"ابر اپنوں سے قطع تعلقی تو اللہ کو بھی پسند نہیں! چھوڑ دو اپنی ضد۔۔۔ تم نے کہا میں اس گھر میں کسی سے بھی کبھی خود رابطہ نہ کروں! میں نے نہیں کیا۔۔۔ مجھے

شوگر نے نہیں اس گھر کی تنہائی نے مریض بنادیا ہے! اب تو انہوں نے خود پہل کی ہے اب کیا مسئلہ ہے؟ اپنی انا کی دیواریں اتنی اونچی مت کرو کہ اگر کبھی دم گھٹنے پر کسی کو آواز لگاؤ تو کسی کو تمہاری پکار بھی نہ سنائی دے۔" شہر بانو نہیں جانتی تھیں کہ وہ جذباتی ہو کر کتنے بڑے بول بول رہی تھیں

"میری انا؟ امی میری انا؟" ابر نے انگلی اپنے سینے پر بجاتے رنجیدگی سے انھیں دیکھا تو وہ رخ موڑ گئیں۔ اسود ان کی بلند ہوتی آوازوں سے سہمتا ابر کے بالوں میں منہ چھپا رہا تھا۔

"امی اگر ساری دنیا بھی آکر مجھے انا پرست ہونے کا طعنہ دیتی تو میں سہہ جاتی مگر آپ؟ سب کچھ جاننے کے باوجود آپ مجھے کہہ رہی ہیں کہ میری انا آپ کی تنہائی

www.novelsclubb.com

کی وجہ ہے؟''ہاتھ کی مٹھی زور سے بھینچے وہ خود کو رونے سے باز رکھے ہوئے تھی۔ناخن ہتھیلیوں پر زخموں کے نئے نشان چھوڑ رہے تھے۔

شہر بانو خاموش رہیں! ابر نے زخمی نظروں سے ان کا چہرہ دیکھا وہ جانتی تھی کہ اس کی ماں نجانے کتنے سالوں کا غم اپنے اندر دبائے ہوئے تھی۔شہر بانو نے چہرہ اسکی جانب موڑا نم آنکھوں نے التجا سے ان بھوری سرد آنکھوں میں جھانکا اور یہاں ابر ہار گئی۔اسکے سارے اصول سارے دعوے،خود سے کئے تمام وعدے آج ریت کا ڈھیر ثابت ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

وہ ساری دنیا سے جیت جانے والی لڑکی اپنوں کے سامنے ہار جاتی تھی۔

”کیا ٹائمنگ ہے مہندی کے فنکشن کی؟“ اپنی کرسی پیچھے دھکیلتی اٹھی۔ سرد آنکھیں ابھی بھی شہر بانو کے چہرے پر جمی تھیں۔ انہوں نے بے یقینی سے ابر کو دیکھا۔ یک دم دل پر بوجھ آ گرا پر وہ راضی تھی! ابران کے ساتھ چلنے پر راضی تھی

”ساڑھے سات بجے کا وقت دیا ہے بھائی صاحب نے۔ ضامنہ سے پوچھ لینا پرسوں وہ فارغ ہے تو اسود کو اس کے پاس چھوڑ جائیں گے۔“ آنسو پونچھتی شہر بانو بیگم اسے ایک کے بعد ایک ہارٹ اٹیک دینے پر تیار بیٹھی تھیں۔

www.novelsclubb.com

”اسود میرا بیٹا ہے اور وہ وہیں رہے گا جہاں اس کی ماں ہو گی۔ اگر میں مہندی میں شرکت کروں گی تو اسود بھی میرے ساتھ ہی جائے گا۔ مجھے اس بات پہ کوئی بحث نہیں چاہیے امی۔“ دو ٹوک لہجے میں کہتی وہ کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ آج کے لیے اتنا ڈرامہ کافی تھا۔

کمرے کا دروازہ بند کئے نجانے وہ کتنا وقت وہاں کھڑی اپنا سانس بحال کرنے کی کوشش کرتی رہی۔وہ تو ماضی سے آگے بڑھ چکی تھی وہ تو پرانی باتیں بھلا کر اپنی زندگی میں مگن ہونے کی کوشش کر رہی تھی پھر یہ سب دوبارہ سے اس کے سامنے لا کر کیوں کھڑا کر دیا گیا تھا۔

اسود کے رونے کی آواز نے اسکو خیالوں کی دنیا سے باہر نکالا تو وہ اسکی پیٹھ تھپتھپاتی اسے بیڈ تک لائی۔ گرنے کے انداز میں بیٹھتے اس نے بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائی۔ یہ کیا نیا امتحان شروع ہو گیا تھا۔اسود کو بازو کے ساتھ لگائے وہ اب پرانی سوچوں کے صفحے کھنگالنے نکل پڑی تھی۔

آٹھ سال قبل

شمو! اوہ شمو! ارے کہاں مر گئی‘‘ صبح کے سات بجے سکندر منزل میں وہ پتلی ’’
کرخت آواز ہر ذی روح کا سکون غارت کرنے پر مصر تھی۔

www.novelsclubb.com

کالج یونیفارم کی پٹی درست کرتے اسکے قدم چچی کی آواز پر تھم گئے۔لاؤنج کے پلر
کی اوٹ سے سامنے چیختی چلاتی نیرہ کو دیکھا جو خاصی ستی ہوئی دکھائی دے رہی
تھیں۔کچھ سوچتے ہوئے قدم ان کی طرف بڑھائے۔

"چچی وہ شمو تو مالی کے ساتھ باہر پودوں میں کھاد ڈلوا رہی ہے۔آپ کو کوئی کام ہے تو مجھے بتائیں" اپنے عقب سے آتی اس سریلی سی آواز پر نیرہ نے رخ موڑا۔ کالج یونیفارم میں ملبوس ابر کا نخوت سے سر تا پا جائزہ لیا۔شفاف سے چہرے پر معصومیت تھی، صاف رنگت اور بھورے بالوں کی چٹیا بنائے وہ نیرہ کو اندر تک سلگھا گئی تھی۔اپنے تاثرات پر قابو پاتے ایک خوشامدی سی مسکراہٹ سجا کر انہوں نے ابر کو دیکھا

www.novelsclubb.com

"ارے ابر اتنی جلدی تیار ہو گئی اور بیڑہ غرق ہو اس شمو کا! پتہ بھی ہے کہ بچوں کے سکول کالج جانے کا وقت ہے یہ، سو کام ہوتے ہیں ابھی ناشتہ بھی بنانا ہے اور یہ نکمی نکل لی باہر گارڈن میں۔" شمو کو لعن طعن کرتے وہ تھکتی ہی کہاں تھیں۔

آپ مجھے بتادیں آپ کو کیا کام تھا شمو سے ! میں کر دوں گی۔"تابعداری کی " عظیم مثال قائم کرتی ابر نے پیشکش کی تو پہلے سے تیار بیٹھی نیرہ نے ہاتھ میں پکڑی شرٹ ابر کو تھمائی

ماں صدقے جائے ! جیتی رہو۔۔۔ایک تم ہی تو میری خیر خواہ ہو اس گھر میں۔ " اچھا ذرا یہ زمان کی شرٹ تو پریس کر دو مجھے ناشتے کا انتظام دیکھنا ہے۔"ہاتھ ابر کے سر پر پھیر کر خوشامدی محبت کا یقین دلایا گیا اور شرٹ تھماتے چار پانچ دعائیں دیں۔

جی میں کر دیتی ہوں۔"وہ شرٹ تھامے استری سٹینڈ کی طرف بڑھتی اس سے " پہلے نیرہ بیگم کی ہانک سنائی دی

www.novelsclubb.com

"ذرا جان لگا کر کالر والی جگہ پر استری پھیرنا! تمہیں تو پتہ ہی ہے زمان کا، آدھا ادھورا کام کہاں پسند آتا ہے اسے اور ہاں کمرے میں پہنچا کر آنا شرٹ یہ نا ہو کہ وہ پھر آ کر میرے گلے پڑ جائے۔" ابرا بھی بہت دور نہیں گئی تھی پھر بھی آواز حد درجہ اونچی رکھ کر نیرہ نے تقریباً چیختے ہوئے اسے یاددہانی کروائی۔

"ٹھیک ہے چچی" وہ مسکراتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ پیچھے نیرہ بیگم کے تن بدن میں آگ لگ چکی تھی۔

"جی چچی! ٹھیک ہے چچی! ہنہہ بڑی آئی چچی کی تابعدار! سارے ڈرامے جانتی ہوں میں اس میسنی کے۔" ہنکارا بھر کر کہتی نیرہ آواز کو مزید باریک بناتے ابر کی نقل اتارنا نہیں بھولی تھیں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس گھر میں تین خاندان مقیم تھے۔ گھر کے سب سے بڑے بیٹے وقار قریشی منجھلے المیر قریشی اور سب سے آخر میں سکندر قریشی تھے۔ گھر کے نچلے پورشن میں وقار قریشی اپنی بیوی نادرہ اور دو بیٹیوں فروا اور نور کے ساتھ مقیم تھے۔ اوپری منزل پر موجود دو پورشنز میں سے ایک المیر قریشی اور شہر بانو کے زیر استعمال تھا جن کی ایک ہی اولاد تھی 'ابر'۔ دوسرے پورشن میں سکندر قریشی اور نیرہ اپنے دو بیٹوں اور دو بیٹیوں کے ہمراہ رہائش پذیر تھے۔ سکندر کی اولاد میں سب سے بڑا اسامہ تھا، دوسرے نمبر پر زمان اور دونوں بیٹیاں سیرت اور علیشا جڑواں تھیں۔ اللہ نے سکندر کو ملی جلی اولاد سے نوازا تھا۔ نہ انھیں بیٹے سے محروم رکھا گیا تھا نہ بیٹی سے۔ اگر ان کا گھرانہ کسی چیز سے محروم تھا تو وہ شکر کی نعمت تھی۔ سب کچھ ہونے کے باوجود نیرہ اور سکندر کے دلوں میں پنپتا حسد انھیں عطا کردہ نعمتوں کا شکر ادا کرنے سے محروم کئے ہوئے تھا۔ سکندر کی المیر سے جلن اور نیرہ کا شہر بانو اور اس کے درمیان کیا جانے والا فرق انھیں انگاروں پر لوٹنے پر مجبور کر دیتا تھا۔ المیر نے

اپنے ماں باپ کی ناراضگی مول لے کر خاندان سے باہر اپنی پسند سے شادی کی تھی اور تو اور شادی کے طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود شہر بانو المیر کو وارث نہیں دے سکی تھی۔ جبکہ نیرہ دو خوبصورت بیٹوں کی ماں تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نہ صرف المیر کے گھر والوں نے شہر بانو کو قبول کر لیا تھا بلکہ ان کی اکلوتی بیٹی کو تو سب نے سر چڑھا رکھا تھا۔ جب جب وہ ابر کا شفاف چہرہ دیکھتیں اور پھر اپنی بیٹیوں کے دبے ہوئے رنگ کو تو ان کا دل چاہتا تھا کہ ابر کا چہرہ نوچ لیں۔

ان کے دونوں بیٹے سکندر پر گئے تھے جبکہ بیٹیاں ان کا پر تو تھیں۔ زمان اور ابر میں دو سال کا فرق تھا۔ وہ ایسے کیسے شہر بانو اور اس کی بیٹی کو اپنے سے زیادہ باوقار دیکھ سکتی تھیں۔ وہ قریشی خاندان کی بہو بیٹی تھیں جبکہ شہر بانو! وہ الگ خاندان سے تعلق رکھنے والی ایک ناقابل قبول عورت تھی پھر وہ اپنے آپ کو شہر بانو سے نچلے

درجے پر کیسے دیکھ سکتی تھیں؟ وہ خود کو افضل دیکھنا چاہتی تھیں۔ صرف شہر بانو سے افضل؟ یا پھر اپنے ارد گرد موجود ہر انسان سے زیادہ افضل؟

شرٹ استری کرنے کے بعد اب اسکا رخ زمان کے کمرے کی جانب تھا۔ اسے اپنے دل کی دھڑکن کانوں میں سنائی دے رہی تھی۔ دروازے کے قریب پہنچ کر کتنا وقت کشمکش کا شکار رہی لیکن پھر خود کو ڈپٹا۔ وہ دوست بھی تو ہے میرا!۔۔
دروازے پر ہلکی سی دستک دے کر ناب گھمایا اور دروازہ کھلا چھوڑ کر اندر داخل ہوئی

www.novelsclubb.com

کمرے میں گھپ اندھیرا تھا صرف نائٹ بلب کی جلتی مدھم سی روشنی میں وہ کمبل سر تک تان کر بے سدھ پڑا تھا۔

"نیچے چچی کیسے ہر چیز وقت پر تیار کرنے کے لئے لگی ہوئی ہیں اور یہ مہاراج ابھی تک نیند سے ہی نہیں جاگے۔" افسوس سے ماتھے پر ہاتھ مار کر اس سلیپنگ بیوٹی کو دیکھا جس کی نیند کبھی پوری نہیں ہو سکتی تھی۔

کڑے تیور سجاتے اسنے سوئچ بورڈ سے کمرے کی لائٹس آن کیں تو ایک دم سے سارا کمرہ روشنیوں سے نہا گیا پھر اسکے قدم بیڈ پر لیٹے زمان کی طرف بڑھے تھے۔ اسکے سر پر پہنچ کر کمبل منہ سے کھینچا گیا۔ وہ نیند میں کسمسایا۔ ابر اسکے کسمسانے پر کھول ہی تو اٹھی تھی۔ جارحانہ انداز لئے اسکا بازو پکڑ کر زور سے جھنجھوڑ ڈالا۔

www.novelsclubb.com

"اٹھ بھی چکو نازک دوشیزہ! نیچے تمہاری ڈولی تیار کھڑی ہے۔" اسکے جھنجھوڑنے پر زمان ایک دم سے اٹھا منظر سمجھنے میں کامیاب ہوا تو سامنے کھڑی ابر کو دیکھ کر خاصی حیرانگی ہوئی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تم یہاں؟اور کون سی ڈولی؟کیا کہہ رہی ہو''آنکھیں مسلتے سست روی سے پاؤں بیڈ سے نیچے اتارے۔۔۔ابر تو اس کی سستی دیکھ کر رہ گئی

''سکندر چچا نیچے تمہاری شاہی سواری تیار کئے بیٹھے ہیں،ذرا جلدی ہاتھ پیر ہلا لو ورنہ اگلے پانچ منٹ میں روز کی طرح پنچایت لگ جائے گی۔''دونوں بازو سینے پر لپیٹے زمان کو دیکھا،ماتھے پر بکھرے بال اور نیند سے بھاری ہوتی آواز کے ساتھ ابر کو وہ اپنے دل میں اترتا محسوس ہو رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"یہ بھی عجیب مصیبت ہے یار! کیا ٹائم ہوا ہے؟اور تم نے آج کیسے میرے کمرے کو اپنی آمد کا شرف بخش دیا؟" واشروم کی جانب بڑھتا زمان پلٹا اور شوخ سے لہجے میں سوال کیا تو وہ سٹپٹائی۔

"آپ کی اس خادمہ نے آج دباد باکر شرٹ پریس کی ہے آپ کی، وہی دینے آئی تھی۔" دانت پیستے ہوئے شرٹ کی طرف اشارہ کیا تو زمان کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

www.novelsclubb.com

"خادمہ تھوڑے ہی ہو تم میری!" مسکراہٹ دباتے شوخی سے جملہ کسا۔۔ ابر نے ایک نظر آگے پیچھے دوڑائی وہ زمان کی نظروں سے کنفیوز ہو رہی تھی کیا عجیب مصیبت میں پھنسا دیا تھا چچی نے اسے۔

"اچھا پھر کیا ہوں؟" ابر نے ایڑھیاں اٹھائیں اور ٹھوڑی اوپر کر کے اسکے قد کے برابر ہونا چاہا اچھا خاصہ لمبا جو تھا وہ۔ زمان اسکی جدوجہد دیکھتا نیچے جھکا براہ راست اس کی آنکھوں میں جھانکا وہ جو بہت پراعتماد بن کر اس سے سوال کر چکی تھی اب اس سے نظریں چرا رہی تھی۔

"تم ملکہ ہو! اس دل کے تخت پر حکومت کرتی ہو تم۔" اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھ کر بتایا گیا پر وہ تو اس کے علاوہ کمرے کی ہر چیز کو بغور دیکھ رہی تھی البتہ کانوں کی سرخ پڑتی لوئیں اس بات کا ثبوت تھیں کہ وہ کم از کم سن تو رہی تھی۔

ابر وہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی پر زمان جب تک یوں سامنے کھڑا تھا تب تک تو اس کا وہاں سے ہلنا بھی محال تھا۔ وہ کچھ پل یونہی اسے بت بنا دیکھتا رہا اور پھر اسکے چہرے کے رنگوں سے محظوظ ہوتا شرٹ اٹھا کر واشروم میں گھس گیا۔

واشروم کے بند دروازے کو دیکھتی ابر نے لمبے لمبے سانس لئے۔ ہر جگہ پر اعتماد جانی جانے والی ابر زمان کے ایک جملے پر کیوں فریز ہو جاتی تھی۔ دل ہی دل میں خود کو ملامت کرتے اس نے قدم واپس نیچے کی طرف موڑے۔

"میری توبہ جو آج کے بعد اس بے شرم کا کوئی کام کروں" خود سے بڑبڑاتی وہ ناشتے کے ٹیبل کی جانب بڑھ گئی۔

کیا وہ زمان سے محبت کرتی تھی؟۔۔۔نہیں

کیا اس کے دل میں زمان کیلئے پیار جیسا جذبہ تھا؟۔۔۔۔ نہیں

پھر کیوں؟

اگر کہا جائے کہ ابر اور زمان کے اس پسندیدگی کے تعلق کی وجہ نیرہ تھی تو یہ غلط نہ ہو گا۔ چھوٹی عمر سے ہی وہ ابر کے دماغ میں یہ خناس بھرتی آئی تھی۔ جس میں انہی کا بہت بڑا فائدہ چھپا تھا۔ سکندر اور نیرہ کے سارے مسئلے اسی صورت ختم ہو سکتے تھے۔ وہ المیر قریشی کی اکلوتی اولاد ہونے کے ناطے ان کی تمام جائیداد کی مالک تھی اور وہ سب انھیں صرف اسی صورت مل سکتا تھا اگر وہ اپنے دونوں بیٹوں میں سے کسی کو ابر کے ساتھ جوڑ دیں۔ وہ محض اپنے شیطانی منصوبوں کو انجام تک پہچانے کے لیے اس کے معصوم ذہن کے ساتھ کھیلتی رہی تھی۔ ابر کے کورے ذہن پر کیسے انہوں نے زمان کا نام نقش کیا یہ وہی جانتی تھیں۔

"ابر! زمان کو بھائی مت بولا کرو تم سے دو سال ہی تو بڑا ہے"یہ وہ جملہ تھا جو ابر آٹھ سال کی عمر میں نیرہ بیگم سے بار بار سنتی آئی تھی "

"ابر ذرا یہ چائے تو دے آؤ زمان کو" وہ آہستہ آہستہ زمان کے بہت سے کام ابر کو سونپ چکی تھیں اور ابر کو اندازہ بھی نہ ہو سکا کہ کب وہ ان سب کاموں کی عادی ہو گئی۔ "

"ابر! زمان کو یہ بلاوجہ زبان چلاتی اور ٹھکیلیاں کرتی لڑکیاں نہیں پسند! تھوڑا احتیاط کیا کرو۔"زمان کے نام پر وہ اپنے دل کی ساری مرادیں اس سے منوالیا کرتیں "

"زمان کو اپنی موجودگی کا احساس دلایا کرو ابر، اسکے ساتھ اٹھا بیٹھا کرو! باتیں کیا کرو۔۔۔آج نہیں تو کل اسے ہی تمہاری ذمہ داری اٹھانی ہے تو ابھی سے عادی بناؤ اسے اپنا۔" وہ ہر گزرتے دن کے ساتھ اس کا برین واش کرتی دیکھائی دیتیں۔

شہر بانو نے جب ابر کو زمان کے کام کرنے سے ٹوکا تو نیرہ بولے بنا نہ رہ سکی۔

"ارے بانو باجی کیا ہوگیا ہے! کل کو یہ سارے کام ابر نے ہی کرنے ہیں کیا ہوگیا اگر بچی آج سے ہی سب اپنے سر لے رہی ہے۔" شہر بانو بیگم ٹھہریں اللہ کی گائے وہ ان خاندانی سیاستوں سے کہاں واقف تھیں۔

نیرہ ابر کے دل میں زمان کیلئے پسندیدگی ڈالنے میں کامیاب رہی تھی جبکہ زمان پر انھیں کوئی محنت نہیں کرنی پڑی تھی وہ شروع سے ابر کو پسند کرتا تھا۔ وہ اپنے مقصد

سے کچھ ہی قدم دور تھی لیکن وقت شاید اس پر مہربان تھا! اسے نہ تو زیادہ انتظار کرنا پڑا اور نہ ہی کوئی محنت بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ اسکی بن مانگی دعا جھولی میں آ گری تھی تو غلط نہ ہو گا۔

لیکن یہاں ہی تو اصل امتحان شروع ہوتا ہے اللہ جہاں انسان سے کچھ چھین کر آزماتا ہے وہیں بہت کچھ دے کر بھی آزماتا ہے۔

نیرہ اور سکندر کے عروج کا وقت تب شروع ہوا جب المیر قریشی کے برین ٹیومر کی خبر گھر پہنچی۔ان کے دن پھرنے والے تھے۔نیرہ کا عروج شہر بانو اور ابر کا زوال بھی تھا۔اپنے باپ کے بارے میں یہ سننا کہ اس کے پاس بس کچھ ہی وقت باقی ہے۔۔۔کتنا کٹھن تھا یہ۔

"ابر! میرے بعد اپنی ماں کا بہت خیال رکھنا۔ اسکا میرے اور تمہارے علاوہ کوئی نہیں، اسے لوگوں کے ہاتھوں رسوا مت ہونے دینا۔" المیر کی ان باتوں کا مطلب وہ سمجھنے سے قاصر تھی بھلا اتنے سارے رشتے ہونے کے باوجود بابا ایسا کیوں کہہ رہے تھے کہ امی کا ہمارے علاوہ کوئی نہیں۔

"میرا خواب تھا کہ میں اپنی پراعتماد بیٹی کو وکیل بناؤں لیکن وقت نے میرا ساتھ نہیں دیا۔" ان الفاظ کے ٹھیک ایک ماہ بعد المیر قریشی ابدی نیند سو چکے تھے۔ یہ جانے بغیر کے ان کی اس پراعتماد بیٹی اور جان سے عزیز بیوی کے ساتھ یہ زمانہ کیا سلوک کرنے والا تھا

المیر قریشی کی کہی باتوں کا کیا مطلب تھا یہ ابر کو بہت جلد پتہ چل چکا تھا۔ وہ جن لوگوں کو اپنا کہتی تھی وہ تو کبھی ان کے اپنے تھے ہی نہیں۔ باپ کے سائے کے اٹھ جانے نے ابر کی آنکھیں صحیح معنوں میں کھول دی تھیں۔

باپ کی موت کا غم ذرا ہلکا ہوا تو نئی افتاد آن پڑی۔

سکندر اور وقار کے درمیان بہت سنگین اختلافات منظر عام پر آ رہے تھے۔ ابر تو سارا دن شہر بانو کو سنبھالنے میں گزار دیتی۔ چچی کا رویہ بہت بدلہ بدلہ سا تھا۔ وہ اب اس کے ہر کام میں کیڑے نکالنے لگیں تھیں۔ ایک دو دفعہ تو زمان بھی اسے اپنی ماں کی ڈیمانڈز گنوا چکا تھا۔

وہ جو دودھ کا گلاس شہر بانو کے کمرے میں لے جا رہی تھی سکندر چچا کے کمرے سے آتی آوازوں پر رکی۔ وہ المیر کا ذکر کر رہے تھے۔

"سکندر میں تمہیں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ المیر کی جائیداد کا بٹوارہ ففٹی ففٹی ہو گا ورنہ تم جانتے ہو میں کیا کر سکتا ہوں." وقار قدرے برہمی اور غصے سے سکندر پر چلایا پر جواب میں سکندر نے بس ایک ہنکارا ابھرا۔

"آپ المیر کی جائیداد میں کہاں سے حصہ دار ہو گئے بھائی صاحب؟ میں نے دن رات پلاننگ کی! وہ میں تھا جس نے المیر کی آنکھوں پر اعتماد کی پٹی باندھی اور اس کے مرنے سے پہلے جائیداد کے ٹرانسفر والے کاغذات پر اس سے دستخط کروائے! ایسے کیسے آپ اٹھ کر آ کر کہیں گے کہ جائیداد آدھی بٹے گی اور میں تھالی میں سجا کر آپ کو پیش کر دوں گا۔" سکندر کی آواز میں تنفر تھا حقارت تھی

دروازے سے لگی ابر کو لگا جیسے اس کے جسم سے روح فنا ہو گئی ہو۔ یہ کیا کہہ رہے تھے سکندر چچا! ایسا کیسے کر سکتے ہیں یہ لوگ میرے بابا کے ساتھ۔۔۔ وہ سوچ کر رہ گئی آنکھیں برسنے کو بے تاب تھیں ہاتھ میں پکڑی ٹرے کپکپائی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دیکھو سکندر اگر یہ بات باہر نکلی تو تم بھی جانتے ہو کہ کیا ردِ عمل آئے گا۔ بہتر ہے کہ ہم یہ معاملہ آپس میں مل بیٹھ کر حل کریں." وہ مزید کچھ کہہ رہے تھے پر ابر کو لگا جیسے وہ بہری ہو گئی ہو۔ یہ تھی اس کے اپنوں کی اصلیت؟

وہ کیسے اپنے وجود کو گھسیٹتے ہوئے وہاں سے کمرے تک آئی یہ وہی جانتی تھی۔

کمرے میں آ کر وہ ایک دم ضبط کھو بیٹھی اور شہر بانو کے ساتھ لگ کر پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔

کیا دن دکھائے تھے قسمت نے! سر سے باپ کا سایہ کیا اٹھا مانو ہر چہرے پر سے نقاب بھی اٹھ گیا ہو۔

شہر بانو نے اسے جائیداد والی بات پر خاموشی اختیار کرنے کو کہا تھا۔ان کا کہنا تھا کہ جب وہ اس گھر میں موجود ہیں اور انھیں ہر سہولت میسر ہے تو جائیداد کی بات چھیڑ کے تعلقات خراب کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ابر ان کی منطق پر صبر کا کڑوا گھونٹ پی کر رہ گئی۔

شاید وہ حالات کے بہتری کی طرف جانے کے انتظار میں تھیں پر کون سمجھاتا انھیں کہ اب کچھ بہتر نہیں ہو گا۔ان کے حصے میں آزمائش لکھی جا چکی تھی.

www.novelsclubb.com

نیرہ دن بدن ابر سے مزید چڑتی اور خار کھاتی نظر آتی۔کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی نیرہ ہے جو چوبیس گھنٹے ابر کے نام کے قصیدے پڑھا کرتی تھیں۔ان کا مقصد پورا ہو چکا تھا۔وہ یہ سب ڈرامہ المیر کی جائیداد ہتھیانے کے لئے کر رہی تھیں پر اب تو وہ جائیداد بغیر ابر کو اپنے خاندان میں شامل کئے ہی ان کو مل چکی تھی۔اب

انھیں ابر کی چاپلوسی کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ لیکن ابر اور زمان کے درمیان پسندیدگی کا جو بیج وہ بو چکی تھیں اس کو بھی تو ٹھکانے لگانا تھا۔ان کا ذہن ہر وقت ابر کے خلاف منصوبے بنانے میں جتا رہتا تھا۔زمان پر اس کو الگ غصہ تھا کیونکہ وہ تو پسندیدگی میں ہی ابر کا اتنا غلام ثابت ہوا تھا اگر شادی ہو جاتی تو تب تو اسکے پلو کے ساتھ ہی بندھ جاتا۔

کچن کے کام اور گھر کی ذمہ داریوں کا سارا بوجھ شہر بانو کے نازک کندھوں پر ڈال دیا گیا تھا۔وہ بھی مرتی کیا نہ کرتی کی مصداق سارا دن کام میں جتی رہتیں اور رات آنسو بہانے میں گزر جاتی۔ابر اپنی سیکنڈ ائیر کے امتحانات میں مصروف تھی۔وہ ماں بیٹی حالات پر صبر کر چکی تھیں۔ان کو کہاں معلوم تھا کہ یہ تو صبر کی شروعات تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ اپنا آخری پیپر دے کر گھر لوٹی تھی۔ موسم خاصہ خراب تھا اور کچھ اس کی طبعیت بھی بوجھل تھی۔ گھر کے اندر سے اٹھتے شور نے اس کو متوجہ کیا۔ اسکے ذہن میں پہلا خیال شہر بانو بیگم کا آیا۔ تیز تیز قدم اٹھاتی وہ اندر پہنچی جہاں شہر بانو کو کٹہرے میں کھڑا کئے باقی سب تماشا دیکھنے میں مصروف تھے۔

"لو جی! آگئی یہ بدبخت" نخوت سے کہتی وہ آواز نیرہ کی تھی۔ وہاں موجود ہر کسی کی نظروں کا مرکز ابر تھی۔ اسے کسی انہونی کا احساس ہوا۔ وہ چادر اتار کر صوفے پر رکھتی آنسو بہاتی شہر بانو کے پاس پہنچی۔

"کیا ہوا امی؟ کیوں رو رہی ہیں آپ؟ یہ سب کیا چل رہا ہے یہاں کیا کوئی مجھے کچھ بتائے گا؟" ابر نے بلند آواز سے کہتے وہاں کھڑے تماشائیوں کو دیکھا۔ تایا کا سارا خاندان اور سکندر چچا! سب وہیں تھے یقیناً بات معمولی نہ تھی

ہاں شہر بانو چپ کیوں ہو؟ بتاؤ نہ اس کالک کی پوٹلی کو کہ اس کے کھلائے ہوئے گل کی وجہ سے آج بیوہ ماں یوں ذلیل ہو رہی ہے۔" یہ کہنے والی کوئی اور نہیں بلکہ نیرہ تھی۔

وہاں پر کھڑے مرد حضرات کے چہروں پر چٹانوں سی سختی تھی۔

"چچی صاف صاف کہیں آپ کیا کہنا چاہتی ہیں" ابر نے شہر بانو کو اپنے ساتھ لگاتے سنجیدگی سے قدرے اونچے لہجے میں پوچھا۔ سیڑھیوں پر کھڑے زمان کو دیکھا جو ہاتھوں کی مٹھیاں زور سے بھینچے ہوئے تھا

آواز دھیمی رکھو لڑکی! یہاں تمہارے سامنے تمہارا باپ نہیں کھڑا جو یوں منہ پھاڑے چلا رہی ہو اور بند کرو اپنا معصومیت کا ڈھونگ! تمہاری اصلیت اچھے سے سمجھ چکے ہیں آج سب۔" نیرہ قدم بڑھاتی اس کے بلکل سامنے آرکی۔

نیرہ میں ہاتھ جوڑتی ہوں تمہارے آگے! بند کردو یہ تماشہ۔۔۔ابر کو تم نے ہاتھوں میں کھلایا ہے پھر بھی تم ان بے بنیاد باتوں پر یقین کر رہی ہو۔" شہر بانو ایک بار پھر سے آنسو بہاتی نیرہ کے آگے ہاتھ جوڑے کھڑی تھیں۔ابر نے تکلیف سے اپنی ماں کے جڑے ہاتھوں کو دیکھا اور پھر اپنے باپ کے کہے الفاظ اس کے کانوں میں گونجے۔

"ابر میرے بعد اپنی ماں کا خیال رکھنا"

www.novelsclubb.com

اور بس اس سوچ کے آتے ہی وہ اپنی ماں کے آگے ڈھال کی صورت میں کھڑی تھی۔

" امی آپ رونا بند کریں پلیز اور چچی آخر ایسا کیا ہو گیا ہے جو آپ سب میری ماں کو یوں کٹہرے میں کھڑا کئے ہوئے ہیں؟" اسے پرواہ نہیں تھی کہ وہ کیا کہنے والی ہیں ان جیسے لوگوں سے بھلا وہ کیا ہی امید لگا سکتی تھی

" یہ دیکھو تمہارے یہ کچے چٹھے تمہاری ماں کی ذلالت کی وجہ ہیں." نیرہ نے خاکی رنگ کا ایک اینولپ اسکی ہتھیلی میں تھمایا اور خود تماشہ دیکھنے کی غرض سے پیچھے جا کر کھڑی ہو گئیں۔

یہ سب کیا تھا؟ لفافے کے اندر سے برآمد ہونے والی ابر کی کسی لڑکے کے ساتھ تصاویر اور ابر کی جانب سے اس لڑکے کو بھیجے جانے والے محبت نامے! اسے لگا جیسے اس گھر کی چھت اس کے سر پر آن گری ہو! یا اللہ یہ کیسا امتحان تھا؟

"کیا بکواس ہے یہ سب؟ چچی کیا آپ کو یہ سب میری ماں کو دکھاتے ذرا شرم نہیں آئی۔" لفافے کو کسی اچھوت کی طرح زمین پر پھینکتے وہ چلائی تھی

"ارے واہ! تمہیں ایسے گھٹیا کرتوت کرتے شرم نہ آئی تو مجھے تمہاری ماں کو دکھاتے ہوئے کیوں شرم آئے گی۔ آخر اسے بھی تو پتہ چلے نا کہ بیٹی باہر کہاں منہ کالا کر رہی ہے۔ شوہر کیا مرا اس نے تو بیٹی کی تربیت پر سے بھی ہاتھ اٹھا لیا۔" نیرہ بیگم منہ سے کف اڑا رہی تھیں، شہر بانو کے آنسوؤں میں مزید روانی آ چکی تھی۔

"بس بہت ہو گیا چچی! بہت سن چکی میں آپ کی بکواس! صاف نظر آرہا ہے کہ یہ تصویریں فوٹو شاپ کی گئی ہیں اور یہ خطوط! ان میں موجود ہینڈ رائٹنگ بھی میری نہیں! مجھے اور میری ماں کو اپنی ان سازشوں سے دور ہی رکھیں آپ!" وہ بپھری شیرنی کی طرح نیرہ پر دھاڑی تھی۔

"ہاں بھئی میں تو بکواس کر رہی ہوں ایک تم اور تمہاری ماں ہی ہیں دنیا بھر کی شریف اور لاچار عورتیں ہو اور بات سنو بی بی! تم کیا عرش سے اتری کوئی حور ہو جس کے پیچھے یہ دنیا پاگل ہے؟ تمہاری تصویریں فوٹو شاپ کروانے سے کسی کا کیا فائدہ؟" نیرہ اس کی اونچی آواز کو سرے سے نظر انداز کیے آرام سے اگلا تیر چلا چکی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

" یہ تو یہاں پر موجود بہت سارے لوگ جانتے ہیں کہ میری تصویریں فوٹوشاپ کروانے سے کس کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ میرے باپ کی جائیداد ہڑپ کر چین نہیں مل پایا تھا جو۔۔۔" گال پر پڑنے والے تھپڑ نے اسکی چلتی زبان کو روکا۔ تھپڑ اس قدر زوردار تھا کہ ہونٹ کے کنارے سے نکلتے خون کا ذائقہ اسکے منہ میں گھلنے لگا۔

اس نے بے یقینی سے سامنے کھڑے سکندر کو دیکھا!

وہاں موجود ہر فرد کی آنکھوں میں بے یقینی تھی۔ شہر بانو نے ہول کر ہاتھ لبوں پر رکھ کر چیخ کا گلا گھونٹا۔

www.novelsclubb.com

" میری بیوی سے تمیز سے بات کرو لڑکی! یہ نہ ہو کہ میں غصے میں آکر تمہیں کوئی سنگین سزا سنا دوں۔" سکندر کا لہجہ بے لچک تھا۔

ابر کچھ پل خاموشی سے انھیں دیکھے گئی اور پھر سکندر منزل میں موجود ہر شخص نے اس چھوٹی سی لڑکی کے قہقہے سنے۔وہ ہنس رہی تھی؟ہاں بے ہنگم قہقہے لگاتی وہ کسی صورت بھی نارمل نہیں لگ رہی تھی۔

نیرہ جو سوچے بیٹھے تھی کہ اب یہ روتی چیختی سکندر کے قدموں میں گر جائے گی۔اسکے قہقہوں پر اپنی جگہ ساکت رہ گئی۔زمان نے آگے بڑھ کر اپنے باپ کو روکنا چاہا تھا پر قدم ہلنے سے انکاری تھے۔اسکے قہقہے اب تھم چکے تھے۔منہ میں گھلنے والے خون کو فرش پر تھوکتی وہ دو قدم آگے آئی۔سکندر سے بس کچھ فاصلے پے کھڑے ہو کر اسنے براہ راست ان کی آنکھوں میں جھانکا۔

"یہ جس جائیداد کے لئے آپ نے اتنے پاپڑ بیلے ہیں۔اگر میرے باپ سے بس ایک بار مانگ لی ہوتی نا تو وہ آپ کو دینے سے انکار نہ کرتے!پر آپ تو میرے بابا

کے لئے آستین میں پالا ہوا سانپ ثابت ہوئے۔ بھائی کو مرے ابھی ایک مہینہ نہیں ہوا کہ آپ اور وقار تایا نے مل کر میرے بابا سے دھوکے سے ہتھیائی گئی جائیداد کا بٹوارہ کرنے کی پلاننگ شروع کر دی۔'' وہ بول رہی تھی اور سب سن رہے تھے، چند سیکنڈ پہلے آنکھوں میں نظر آنے والے خوف کی جگہ اب ایک نئے تاثر نے لے رکھی تھی! بغاوت! اسکی آنکھوں میں بغاوت ہلکورے لے رہی تھی۔ ہتک کے احساس سے سکندر کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔

'' آپ ایک یتیم کے مال پر غاصب بن کر نہیں بیٹھ سکتے! بلکہ نہیں بات پیسوں کی بھی نہیں ہے. آپ اور آپ کی بیوی خود کو سمجھتے کیا ہیں؟ جب چاہیں گے مجھے اور میری ماں کو ذلیل کرتے رہیں گے اور میں چپ چاپ دیکھتی رہوں گی؟ سکندر چچا کسی کے صبر کو اتنا نہیں آزمایا کرتے کہ وہ پھٹ کر آتش فشاں کی صورت اختیار کر جائے۔'' ابر کی بات پر سکندر کے چہرے پر استہزائیہ سی مسکراہٹ ابھری۔

"کون سا یتیم کا مال؟ تمہارا باپ جیتے جی اپنی ساری جائیداد میرے نام کر چکا تھا اور مجھے صبر واستقامت پر لیکچر دینے کی بجائے اپنے کردار پر توجہ دو! ورنہ آج تو بات اس گھر میں ہے کل کو انھی طور طریقوں کے ساتھ بیاہی گئی تو اگلے دن ہی طلاق کا داغ سر ہر سجائے روتی ہوئی واپس آجاؤ گی۔" سکندر کا لہجہ اسے اپنا مذاق بناتا محسوس ہو رہا تھا

"آپ اور آپ کے سارے منصوبوں کو اچھے سے جان گئی تھی میں! بس اپنی ماں کی وجہ سے چپ رہی۔ آپ نے میرے بابا کی بیماری کا فائدہ اٹھا کر دھوکے سے ان کے دستخط لئے تھے۔ کچھ روپیوں کی خاطر آپ اتنا گر سکتے ہیں میں نے کبھی نہیں سوچا تھا اور اپنے آخری وقت میں شاید بابا بھی آپ کی چالوں سے واقف ہو گئے تھے تبھی! تبھی انہوں نے میرے اور میری ماں کیلئے حفاظتی اقدامات کر

چھوڑے تھے شاید بابا آپ کی اس گھٹیا فطرت کو پہچان چکے تھے بہت افسوس ہو رہا ہے یہ کہتے ہوئے کہ ویسے تو میرے بابا اور آپ دونوں بھائیوں کی رگوں میں ایک ہی خون دوڑتا ہے لیکن کہاں ایک فرشتہ اور آپ دو شیطان۔" وہ اگر سکندر کو طیش دلانے کی کوشش کر رہی تھی تو اس کو اپنی اس کوشش میں کامیابی حاصل ہوئی تھی۔

سکندر نے غیض و غضب کے عالم میں اپنا اور اسکا درمیانی فاصلہ عبور کیا اور پھر اس کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش کر دی۔ شہر بانو روتی چیختی سکندر کی گرفت سے ابر کو چھڑوانے کی سعی کرتی رہیں۔ وہیں ابر اپنے آپ کو پتھر کر چکی تھی جتنے زخم وہ اسکی روح پر لگا چکے تھے ان کے مقابلے میں یہ جسمانی تشدد کچھ بھی نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بد بخت ! تمہیں اور تمہاری ماں کو اس گھر میں پناہ دی. تمہارے یتیم ہونے کا " لحاظ کرتے تمہاری ہر بد تمیزی برداشت کی اور تم ہو کہ آج میرے ہی منہ کو آرہی ہو ! تم اور تمہاری ماں اس قابل ہی نہیں تھے کہ تم پر ترس بھی کھایا جائے۔ ابھی کے ابھی نکلو یہاں سے ! میں مزید ایک سیکنڈ بھی ان بد کردار عورتوں کو اپنے گھر میں رکھنے کا روادار نہیں۔" وہ صوفے پر رکھی اسکی چادر اٹھاتے ابر کو بالوں سے گھسیٹتے باہر تک لائے۔ شہر بانو بیگم بھی روتی ہوئی ان کے ساتھ باہر نکل آئی تھیں۔

www.novelsclubb.com

تماشائی اب گھر کے دروازے پر موجود ان ماں بیٹی کی ابتر حالت سے حظ اٹھا رہے تھے۔ زمان نے آگے بڑھ کر سکندر کو روکنا چاہا لیکن نیرہ بیگم نے اسکا ہاتھ تھام کر آگے بڑھنے سے روکا ! وہ رک گیا یا شاید وہ کبھی انکی مدد کیلئے دل سے آگے بڑھا ہی

نہیں تھا۔اب منظر کچھ یوں تھا کہ باہر سڑک پر کھڑی وہ ماں بیٹی گھر کے سلاخوں سے بنے گیٹ کے اس پار کھڑے نفوس کو دیکھ رہی تھیں۔

ابر نے جھک کر پاؤں میں پڑی چادر کو اٹھا کر اپنے گرد لپیٹا اور شہر بانو کو کندھے سے تھاما۔آنکھوں میں پنپتے اشتعال نے ایک منٹ کے لئے اس گھر کے ہر فرد کو لرزنے پر مجبور کر دیا۔آج ان کے ساتھ ہوئے ظلم میں اس گھر کا ہر فرد برابر کا شریک تھا۔

باری باری سب کا چہرہ دیکھتی وہ شاید ان کے نقوش حفظ کر رہی تھی۔کبھی نہ بھلانے کے لئے۔

آنکھیں نیرہ کے چہرے سے ہوتے ہوئے زمان کے چہرے پر رکیں۔پھٹے ہوئے ہونٹ طنزیہ مسکراہٹ میں ڈھلے۔زمان نظریں جھکا گیا۔وہ کیسے اس سے نظریں ملا سکتا تھا۔"ملکہ" ہنہہ ابر نے اس کے جھوٹے دعووں پر ہنکارا بھرا۔

www.novelsclubb.com

میں نے یہ گھر یہ جائیداد اپنے باپ کے سر کا صدقہ سمجھ کر دیئے آپ لوگوں " کو !اب انتظار کریں اس وقت کا جب اللہ کی پکڑ آپ سب کو اپنے شکنجے میں لے گی۔" وہ یہ کہہ کر رکی نہیں تھی !ایک ہاتھ ماں کے کندھے پر رکھے دوسرے سے چادر کا کونا منہ پر جمائے وہ اس گھر سے دور نکل گئی تھی۔وہ سب تب تک وہیں کھڑے رہے جب تک وہ دونوں ماں بیٹی ان کی نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئیں۔

!کیا ان میں سے کوئی اپنے کیے پر شرمندہ تھا؟ نہیں

www.novelsclubb.com

وہ سڑک کے کنارے کھڑی تھیں !ایک رکشہ قریب آکر رکا تو وہ شہر بانو کو اندر بیٹھنے کا کہتی خود بھی ان کے برابر بیٹھ گئی۔

"کہاں جانا ہے باجی؟" رکشے والے کو اڈریس دے کر دکھتی کمر پیچھے ٹکائی۔

"یہ کس کا اڈریس دیا ہے تم نے ابر؟ کہاں جائیں گے ہم؟" شہر بانو بیگم کی رندھی ہوئی آواز اسکے اعصاب پر ہتھوڑے کی طرح برس رہی تھی۔

"بابا کے دوست جواد واصف کے گھر کا! ایمرجنسی کی صورت میں یاد کروایا تھا بابا نے" سکون سے کہتی ابرا نکے کندھے پر سر رکھتی آنکھیں موند گئی۔

یہ ان ماں بیٹی کی سختیوں بھری زندگی کا آغاز تھا۔

حال

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کمر میں اٹھتی شدید درد کی لہر نے اس کی سوچوں کے بھنور کو توڑا۔رات کے ساڑھے گیارہ بج رہے تھے وہ کمرے کی لائٹ یونہی جلتی چھوڑ کر نجانے کتنی دیر سے ماضی کی یادوں میں گم تھی۔ کندھے سے لگا اسود گہری نیند سو چکا تھا۔ابر نے آرام سے اس کو اپنے کندھے سے ہٹا کر بیڈ پر لٹایا اور اٹھ کر لائٹ بند کی۔

نائٹ بلب کی مدھم سی روشنی میں بیڈ پر سویا وہ وجود اسے کتنا عزیز تھا شاید وہ لفظوں میں کبھی بیان نہیں کر سکتی تھی۔ جھک کر اسکے ماتھے کا بوسہ لیا تو وہ کسمسا کر پھر سے گہرے گہرے سانس لینے لگا۔اسکے برابر میں جگہ بنا کر لیٹتی ابر کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔نرم اور شفاف مسکراہٹ !

وقت نے اسکی مسکراہٹ کے دائمی ہونے کی دعا کی تھی۔

دن گزر رہے تھے۔ بدلتے موسم کی بارشوں نے ماحول میں ٹھنڈک پیدا کر دی تھی۔ سڑکوں کے کناروں پر کھڑا پانی پچھلی رات ہوئی بارش کا ثبوت تھا۔ سرد ہوا کے جھونکے ہر آتے جاتے کو کانپنے پر مجبور کر رہے تھے ایسے میں یہ منظر ایک کافی شاپ کا تھا جہاں چلتا ہیٹر اندر بیٹھے لوگوں کو سردی کی شدت کا احساس نہیں ہونے دے رہا تھا۔

"پر وہ ایسے کیسے آخری لمحے پر منع کر سکتی ہے مجھے ہی بتا دیا ہوتا فضول میں تمہارا اور میرا وقت ضائع ہوا یہاں آکر" یہ ستی ہوئی آواز ہلیل کی تھی وہ اکیلا نہیں تھا۔ سامنے ہی گہرے بھورے رنگ کی لیدر جیکٹ کے ساتھ سفید بیگی جینز پہنے ضامنہ اپنے گردن تک آتے بالوں کو انگلی پر لپیٹ رہی تھی۔

"یار! ابر ایک فیملی پرسن ہے سو مسئلے مسائل نکل آتے ہیں تم کیوں اتنا دل پر لے رہے ہو۔" اسنے منہ پھلا کر بیٹھے ہلیل کو سمجھانے کی سعی کی

www.novelsclubb.com

"بات دل پر لینے کی نہیں ہے! جس مسئلے پر بات کے لئے بلایا تھا اس میں ابر کا ہونا لازمی تھا پر اب کیا فائدہ۔" وہ کسی ضدی بچے کی مانند لگ رہا تھا جسے اس کا پسندیدہ کھلونا دلانے سے انکار کر دیا گیا ہو۔

"خیر چھوڑو بھی کب تک اس بات پر آنسو بہاتے رہو گے۔ ابھی تو وہ لیٹ لطیف زین کا آنا بھی باقی ہے، کل پرسوں تک تو آہی جائے گا میرا خیال ہے۔" وہ چیونگم چباتی اپنے سے کچھ فاصلے والے ٹیبل پر بیٹھی لڑکیوں کی ٹولی کو دیکھ رہی تھی جو اس کو دیکھ کر سرد آہیں بھرتی دکھائی دے رہی تھیں۔

"اسے نہیں بلایا میں نے" پینٹ کی جیب سے موبائل نکالتے ہلیل کی بات پر اسنے نگاہیں واپس اس پر فوکس کیں۔

"ہیں ہیں؟ اس کو نہیں بلایا؟ پر کیوں؟" چیونگم چبانے کی رفتار اب تیزی اختیار کر چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ظاہر ہے جب بات اس کے بارے میں ہو گی تو اسے بلا کر مجھے اپنے خوبصورت دانت تڑوانے ہیں کیا؟ غضب خدا کا پولیس والا ہونے کا بھی لحاظ نہیں کرتا وہ تو"

اسکے منہ بنا کر کہنے پر ضامنہ نے قہقہہ لگایا

"ایسی بھی کیا بات ہے کہ جس پر زین تمہارے دانت توڑ سکتا ہے؟" ہنسنے کے درمیان میں سوال کیا گیا نجانے کیوں پر وہ اپنے ذہن میں ہلیل اور زین کے گتھم گتھا ہونے کا خاکہ بنا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

”اسکو غصے میں آنے کیلیئے کسی وجہ کی ضرورت نہیں ہے ہر وقت ہی پھولن دیوی بنا رہتا ہے وہ لیکن یہ سب ایک سائیڈ پر رکھیں تو مجھے وہ خاصہ مشکوک لگتا ہے.“
اسکی آواز میں الجھن تھی

”کیا مطلب مشکوک؟ایک تو تم پولیس والے بھی نا، کسی کو تو بخش دو!“ وہ غیر سنجیدہ سی بولی۔۔۔مانا کے بندہ ذرا جلدی آپے سے باہر ہو جاتا ہے پر مشکوک؟
واٹ نا سینس

”ہاں مشکوک۔۔۔اب خود ہی دیکھو کہ بالاج آخری بار اس کے ساتھ دکھائی دیا تھا لیکن اب کچھ دن پہلے مجھے پتہ چل رہا ہے کہ ان جناب کی فیملی ٹرمز بھی ٹھیک نہیں۔ماں، باپ، بھائی کسی سے بھی نہیں بنتی اسکی اور تو اور وہ رہتا بھی الگ گھر میں ہے۔“ وہ اس بات کو اچھے خاصے ڈرامے کا رنگ دے کر بیان کر رہا تھا۔

"تو؟ضروری تھوڑی ہے کہ ہر کسی کے اپنی فیملی کے ساتھ اچھے تعلقات ہوں!"اسے ہلیل کی یہ بے تکی سی منطق سمجھ نہیں آئی تھی، کس نے پولیس والا بنایا اسے؟

"اچھا تو پھر تم اس کتابی کیڑے کی وہ ساری گریک میتھالوجی والی باتوں کو بھی نظرانداز کردو! کہہ دو کے وہ بھی اتفاق تھا۔ضامنہ مجھے لگتا ہے کہ کہیں نا کہیں وہ اس میں شامل ہے۔"اسکی بات پر ضامنہ کے چہرے پر الجھن در آئی۔آنکھوں میں تشویش ابھری لیکن پھر سر جھٹک کر ساری باتوں کو پیچھے دھکیلا

"محض شک کی بنیاد پر ہم اس کے بارے میں ایسا کچھ نہیں کہہ سکتے ہلیل اور یہ مت بھولو کہ مرنے والا کوئی غیر نہیں بلکہ اس کا بھتیجا تھا۔ یہ سب تو میری سمجھ سے باہر ہوتا جا رہا ہے۔" ایک گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے اس نے دماغ کو ریلیکس کرنا چاہا

"یہی بات! اسی لئے تو ہماری 'قابل اور ذہین' وکیل صاحبہ کو بلایا تھا کہ اس مدعے پر بھی غور کر لیا جائے پر وہ پہنچی ہی نہیں۔" اسنے قابل اور ذہین کو قدرے کھینچ کر ادا کیا

"اوئے کدھر؟" اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتا ضامنہ وہاں سے اٹھ چکی تھی! رخ لڑکیوں کے ٹولے کی جانب تھا۔

www.novelsclubb.com

اس کے چلنے پر کا مبیٹ بوٹس کی ایک دھمک پیدا ہو رہی تھی۔ چہرے پر مکمل سنجیدگی تھی

"ہاں بھئی کیا چاہیے تم لوگوں کو؟ کب سے دیکھ رہی ہوں میں کہ ہماری طرف دیکھتے ہوئے دانت ہی اندر نہیں ہو رہے تم سب کے۔ لو سامنے کھڑی ہوں اب بتاؤ مجھے!" وہ بازو سینے پر لپیٹے خونخوار نظروں سے سامنے بیٹھی ان چار لڑکیوں کو دیکھ رہی تھی جو عمر میں شاید سولہ سترہ سال کی لگ رہی تھیں۔ ہلیل نے گردن موڑ کر اس کی جانب دیکھا، بھلا اب یہ کیا سین کریٹ کر رہی تھی۔

کھی کھی کرتی لڑکیوں کے دانت تو اسکو اپنی طرف آتا دیکھ کر ہی بند ہو گئے تھے۔

آخر ان میں سے ایک نے تمیز تہذیب کو بلائے طاق رکھ کہ منہ کھول دیا۔

"ہم آپ کو نہیں ان کو دیکھ رہے تھے۔"لڑکی نے ناک چڑھاتے ہوئے ان کے ٹیبل کی جانب اشارہ کیا تو اپنی کرسی پر تقریباً لٹک کر ان کی جانب دیکھتا ہلیل فوراً پیچھے ہوا۔ ضامنہ نے اس کی انگلی کے اشارے کو ہلیل پر رکتے دیکھا تو منہ کھل گیا۔

کیا ہو گیا ہے آج کل کی بچیوں کو

"اطلاع کیلئے عرض ہے کہ جس کو تم لوگ یوں دن کے اجالے میں ہراس کر رہی ہو نا! منگیتر ہے وہ میرا یہ انگوٹھی دیکھ رہی ہو میرے ہاتھ میں... (بائیں ہاتھ میں پہنی نفیس سی انگوٹھی انکے سامنے لہرائی) اس سے پہلے کہ میرا دماغ گھوم جائے اور میں یہاں کے مینیجر کو تم لوگوں کو باہر پھینکنے پر مجبور کر دوں۔۔۔ شرافت سے اٹھ کے نکل لو۔"کون سا منگیتر کہاں کا منگیتر؟ وہ تو یہاں یہ سمجھ کر آئی تھی کہ وہ لڑکیاں ہنس ہنس کر اسے ڈسکس کر رہی ہیں پر لو بھائی ہو گیا عزت کا فالودہ لیکن ان

زمین سے دو فٹ اوپر آتی لڑکیوں کے سامنے شرمندہ ہو جاتی اتنے بھی برے دن نہیں آئے تھے اس پر!

لوگ ضرورت پڑنے پر گدھے کو باپ بنایا کرتے ہیں لیکن آج ضامنہ احمد نے عزت نفس بچانے کیلئے ہلیل کو منگیتر بنالیا تھا۔

"کس کو ہراس کرنے کی بات کر رہی ہیں آپ اور ہم کیوں جائیں یہاں سے؟" اب کے باقی لڑکیاں بھی اپنی دوست کا ساتھ دینے کیلئے اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"تو تم لوگ ایسے نہیں مانو گی ہاں؟ میں ابھی جا کر مینیجر سے بات کرتی ہوں اور اگر مجھ سے ثبوت مانگا گیا تو میرے منگیتر کو دیکھ کر تم سب کی نکلتی بتیسی کی سی سی ٹی وی فوٹیج میں پورے کیفے میں چلواؤں گی۔۔۔یہیں رکنا جانا نہیں کہیں" وہ منہ

پر ہاتھ پھیر کر کہتی سٹاف کے کمرے کی جانب بڑھی۔وہ لڑکیاں اپنی اڑی ہوئی رنگت لے کر کبھی ایک دوسرے کو دیکھتیں اور کبھی سٹاف روم کے بند دروازے کو جہاں سے ابھی ضامنہ اندر داخل ہوئی تھی۔

آپس میں کھسر پھسر کر کے وہ اس فیصلے پر متحد ہوئی تھیں کہ یہاں سے عزت و عافیت سے نکل جانے میں ہی بھلائی ہے اور پھر اگلے دو منٹ کے اندر وہ ٹیبل خالی تھا۔

جی میم آپ کو کیا چاہیے؟"سٹاف روم سے نکلتے ویٹر نے بت بنی ضامنہ کو وہاں کھڑے دیکھ کر سنجیدہ سے لہجے میں دریافت کیا

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"وہ میں واشروم کا رستہ سمجھ کر آگئی یہاں! سو سوری" دانتوں کی بھرپور نمائش کئے وہ جلدی سے دروازہ کھولتی باہر نکل گئی۔۔ ویٹر نے تعجب سے ابھی تک ملتے دروازے کو دیکھا جس کے اندر اور باہر دونوں طرف کیپیٹل لیٹرز میں سٹاف روم درج تھا۔ یہ عورتیں گھر سے نکلتے ہوئے اپنا دماغ کہاں چھوڑ آتی ہیں؟

باہر نکلتے ہی پہلی نظر ان لڑکیوں کے ٹیبل پر پڑی جو خالی تھا۔ فاتحانہ مسکراہٹ لبوں کو چھو گئی۔ ایک ادا سے اپنے چھوٹے کٹے بالوں کو پیچھے کی جانب جھٹکا۔

www.novelsclubb.com

"کہاں چلی گئی تھی تم؟" اسکو واپس اپنی جگہ پر آکر بیٹھتے دیکھ ہلیل نے جھٹ سے سوال کیا

"یہیں تھی یار مجھے کہاں جانا ہے۔" وہ بال درست کرتی اب پہلے سے قدرے ریلیکس نظر آرہی تھی

"کون تھیں وہ لڑکیاں؟" ہلیل فون بند کر کے سائیڈ پر رکھ کر بغور اسکا چہرہ دیکھ رہا تھا

"کون سی لڑکیاں!" ضامنہ نے انجان بننا چاہا، کیا ایکٹنگ کرتی تھی وہ بلکل بھونڈی

"وہی جن کے ساتھ کھڑی بات کر رہی تھی تم اور کون" وہ بھی پولیس والا تھا ایسے کہاں جان چھوڑنے والا تھا اس کی

www.novelsclubb.com

"اچھاوہ... جاننے والی تھیں میری، تم نے کچھ آرڈر نہیں کیا ابھی تک؟" بات گول مول کرتی وہ ہلیل کا دھیان کسی اور طرف لگانے کی کوشش کر رہی تھی

"نہیں میں تو نکلنے والا تھا بس! تھانے سے کال آئی تھی شوکت کی" اسکی بات پر ضامنہ نے ایسے دیکھا جیسے یقین نہ آیا ہو

"یہ کیا بات ہوئی! ایک کافی تو پی سکتے ہو میرے ساتھ اتنا تو لحاظ کرو میرا۔" آواز میں دنیا بھر کی مظلومیت سجا کر کہا گیا۔۔ہلیل نے ایک نظر اس کو دیکھا جو چھوٹے بچوں کی طرح نچلا ہونٹ لٹکائے آنکھیں پٹپٹا رہی تھی۔ پچیس سال کم اور پانچ سال کی زیادہ لگتی تھی وہ کبھی کبھی

دس منٹ سے زیادہ نہیں رکوں گا بتا رہا ہوں! تم سب تو مجھے میری جاب سے فارغ کروانے کا پکا ارادہ کر چکے ہو۔" مظلومیت سے کہتا وہ ویٹر کو آواز دے چکا تھا۔ ضامنہ نے کھلکھلا کر اسے دیکھا۔ بلیک میں مگ میں اس کا کوئی ثانی نہیں۔

وہ سیاہ رنگ کی سیوک ایک علیشان گھر کے باہر آر کی تھی۔ شاندار عمارت اور اس پہ کی سجاوٹ ہر گزرتے کی آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔ پورے گھر کو کسی دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ گیندے اور گلاب کے پھولوں کی مہک دور دور تک پھیلی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ اپنی لمبی ٹخنوں تک آتی گہرے نیلے رنگ کی فراک سنبھالتی گاڑی کا فرنٹ ڈور کھول کر باہر نکلی... بالوں کو سٹریٹ کر کے نیچے سے ہلکے ہلکے کرلز دیئے گئے تھے۔ کانوں میں پہنے آویزے اور اسی کا میچنگ چوکر لمبی گردن کی زینت بنا ہوا تھا۔ گہری سرخ لپ سٹک اور ہلکے پھلکے میک اپ میں اگر آج اسے کوئی جاننے والا دیکھ لیتا تو ماننے سے صاف انکار کر دیتا کہ وہ لڑکی ابر تھی۔ البتہ بھوری آنکھوں میں ٹھہرا دبا دبا غصہ اس کے یہاں آنے کیلئے کی جانے والی بلیک میلنگ کا ثبوت تھا۔

اسنے گاڑی کے پچھلے دروازے سے نکلتی شہر بانو کو ہاتھ کے سہارے سے اترنے میں مدد دی اور اسود کو ان کی جھولی سے لے کر بازوؤں میں اٹھایا۔

نظریں گھر کے گیٹ کی جانب اٹھیں جسے آج پورا کھول کر نیچے سرخ قالین بچھایا گیا تھا اور آس پاس پڑے بڑے بڑے سجاوٹی گلوب۔۔۔ یہ سب اس کو طیش دلا رہے تھے۔

کبھی سوچا تھا کہ وہ اس گھر میں دوبارہ قدم رکھے گی؟

اس گھر کے مکین آٹھ سال پہلے کی طرح آج بھی خوش باش تھے۔ نہ کوئی انہونی ہوئی تھی اور نہ ہی کوئی مکافات عمل! ان کی گردنیں آج بھی اسی تنفر سے اٹھی ہوئی تھیں جیسی آٹھ سال پہلے تھیں۔۔۔ لیکن اسے ان کے زوال کی چاہ رہی بھی نہیں تھی کیونکہ دنیا سزا اور جزا کی جگہ نہیں ہے۔ یہاں اکثر ہمارے ساتھ برا کرنے والے لوگ اپنی زندگی عیش و آرام اور بغیر کسی پچھتاوے کے گزار دیتے ہیں۔۔۔ بھلا اپنی ساٹھ ستر سال کی زندگی میں کیئے سارے مظالم کی سزا کوئی دو تین سال میں کیسے بھگت سکتا ہے؟ یہ کیسا انصاف ہوا؟

www.novelsclubb.com

اسی انصاف کے لئے تو آخرت کے دن کا نظام بنایا گیا ہے وہ دن جب دنیا کے تمام فرعون اپنے کئے کی سزا بھگتیں گے اور سزا کی وہ زندگی دو یا تین سال پر محیط نہیں ہوگی! وہاں اپنے مظالم کی سزا کبھی نہ ختم ہونے والی زندگی تک بھگتنا پڑے گی۔ یہ ہے میرے رب کا انصاف

دل مضبوط کرتی وہ شہر بانو کو کندھے سے تھام کر اندر بڑھی۔ ہر اٹھتے قدم پر اپنے ساتھ یہاں ہوئی زیادتیاں ذہن میں گھوم رہی تھیں۔ وہ جانتی تھی کہ اسے یہاں کیوں بلایا گیا تھا اور آج کی ابرالمیر خود پر اٹھے ہر سوال کا منہ توڑ جواب دینے کی صلاحیت رکھتی تھی۔

لان میں کرسیاں رکھ کر بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ آس پاس پڑے آتش دان ٹھنڈ کے احساس کو کمی بخش رہے تھے۔ مہندی کے فنکشن کے حساب سے ہر چیز کو پیلے

اور نارنجی رنگ سے سجایا گیا تھا۔ سٹیج کے بلکل سامنے اسے نیرہ بیگم دکھائی دیں۔ گہرے سبز رنگ کی ساڑھی پر بالوں کا کھینچ کر جوڑا بنائے میک اپ سے لدا وہ مکار چہرہ! ابر کیسے بھول سکتی تھی انھیں

یہ وہ چہرہ تھا جسے وہ شاید مر کر بھی نہیں بھلا سکتی تھی۔ شہر بانو کے کندھے پر رکھے اس کے ہاتھ کی گرفت سخت ہوئی۔

"ابر بچے تم ٹھیک ہو؟" شہر بانو کے سوال پر اسنے غیر حاضر دماغی سے انکی جانب دیکھا اور پھر اپنے ہاتھ کو ان کے کندھے سے ہٹاتے سر ہاں میں ہلایا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسود آس پاس چلتے پھرتے انجان چہرے اور لائٹنگ کو اشتیاق سے دیکھ رہا تھا۔ دیکھا جائے تو اسود کے سفید کرتے کے آگے وہاں کے سب لوگوں کی تیاری کم تھی۔ کرتے کے بازوؤں سے جھانکتے اسکے چھوٹے چھوٹے ہاتھ اور بلکل ابر جیسی بھوری آنکھیں۔ کوئی انھیں دیکھ کر نہیں کہہ سکتا تھا کہ اسود ابر کا بیٹا نہیں ہے۔

ابر اور نیرہ بیگم کی نگاہیں ملیں۔۔۔ شہر بانو کو ساتھ دیکھ کر بس چند سیکنڈز لگے تھے انھیں اسے پہچاننے میں۔ وہ پاس کھڑی خاتون سے معذرت کرتی ان کی جانب بڑھیں۔ ابر چاہتے ہوئے بھی اپنے اشتعال کو قابو نہیں کر پا رہی تھی۔ ہاتھ کی مٹھی زور سے بھینچ کر غصہ دبانے کی کوشش کی۔

www.novelsclubb.com

"ارے بانو باجی! آئیں نا آپ کا تو اپنا گھر ہے" کہتی وہ کافی دیر شہر بانو کے گلے سے لگی رہیں۔۔۔آواز میں مصنوعی نمی گھل چکی تھی۔ہمدردی کے ڈھونگ رچانے میں تو وہ شروع سے ماہر تھیں۔

شہر بانو سے مل کر انہوں نے ابر کی طرف بازو پھیلائے ہی تھے کہ اس نے چار قدم پیچھے ہٹائے۔۔۔اس عورت سے گلے ملنے کی بجائے وہ اپنے آپ کو گولی مارنا زیادہ پسند کرتی۔۔۔اسکے پیچھے ہونے پر بغیر شرمندہ ہوئے نیرہ نے اس کی جانب مسکراہٹ اچھالی۔

"تو یہ ہے ہمارا اسود؟ ماشاءاللہ بلکل ابر جیسا ہے۔" ساڑھی کا پلو سنبھالتی وہ ابر کے کندھے کے ساتھ لگے اسود کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔انکے پوچھنے پر شہر بانو نے مسکرا کر سر ہاں میں ہلایا

ایکسکیوز می! ہمارا؟ تصیح کیجیے مسز سکندر۔۔۔اسود میرا بیٹا ہے اور آپ کا میرے" بیٹے سے کوئی تعلق نہیں۔" چبا چبا کر کہتی ابر کا لہجہ کاٹ دار تھا۔۔۔نیرہ بیگم اسکے مخاطب کرنے کے انداز پر گڑ بڑائیں لیکن پھر اثر لئے بغیر واپس اپنی مصنوعی مسکراہٹ سجائی۔ شہر بانو انگلیاں مسلتی کبھی ابر کو دیکھتیں تو کبھی نیرہ کو۔

آپ چلیں نا بانو باجی سکندر کتنی دفعہ آپ کا پوچھ چکے ہیں! آیئے میں ملواتی" ہوں۔" باریک اور کانوں میں چبھتی ہوئی آواز میں کہتی وہ شہر بانو کا ہاتھ تھام کر ایک سمت کو بڑھ گئیں تو ناچار ابر کو بھی پیچھے جانا پڑا۔۔۔ماں کو تو خوش کر دیا تھا پر خود وہ نا چاہتے ہوئے بھی اس مصیبت میں پھنس چکی تھی

دو تین مردوں کے درمیان کھڑے سکندر نے نیرہ کی پکار پر مڑ کر دیکھا تو شہر بانو اور ابر کو دیکھ کر چہرے پر خود بخود مسکراہٹ ڈھل گئی۔

مجھے یقین تھا بھابھی کہ آپ میری بات کا مان ضرور رکھیں گی۔۔۔بہت خوشی ہوئی مجھے یہ دیکھ کر کہ آپ میرے زمان کی خوشیوں میں شامل ہونے آئیں ہیں۔" آٹھ سال پہلے کے مقابلے میں آج سکندر کے چہرے پر چند جھریاں نظر آئی تھیں لیکن غرور سے تنی وہ گردن آج بھی ویسی کی ویسی تھی۔

www.novelsclubb.com

انہوں نے مسکرا کر ابر کے سر پر ہاتھ رکھنا چاہا تو اسنے چہرے کا رخ موڑ لیا۔۔۔ سکندر نے ہوا میں معلق ہاتھ کو واپس نیچے گرا لیا اور زبردستی مسکرائے۔

یہی ہاتھ تھے جن سے میرے چہرے پر تھپڑ مارے گئے تھے۔۔۔یہ ہاتھ میرے سر پر رکھ کر شفقت دکھانے کا حق آپ آج سے آٹھ سال پہلے کھو چکے ہیں۔وہ دل میں سوچ کر رہ گئی۔نفرت کی شدید لہر رگ و پے میں سرایت کر گئی تھی۔

مہندی کا فنکشن اپنے عروج پر تھا۔ڈھول کی تھاپ پر بھنگڑے ڈالتے لڑکوں کے ہجوم میں زمان کو سٹیج پر لا کر بٹھایا گیا۔ہوٹنگ کرتی ہوئی اسکی بہنیں اور کزنز اسکے آگے جمگھٹا بنائے کھڑی تھیں۔وہ بلکل ویسا ہی تھا جیسا آج سے آٹھ سال پہلے تھا۔ماں کے پلو سے بندھ کر چلنے والا۔

www.novelsclubb.com

سٹیج سے قدرے دور پڑے ٹیبل پر بیٹھی وہ بیزار نظر آ رہی تھی۔بھوری آنکھوں میں اب کوئی تاثر نہیں تھا نہ نفرت اور نہ اپنائیت۔۔۔اسود یہاں پہنچنے کے بیس منٹ میں ہی سو گیا تو شہر بانو اسے اپنے ساتھ لے گئی تھیں۔اب وہ سب سے الگ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھلگ ایک کونے میں بیٹھی خالی گلاس کے کناروں پر انگلی پھیر رہی تھی۔اپنے عقب سے آتی آواز پر اس نے سر اٹھایا۔

"کیا نام ہے آپ کا بیٹے؟" وہ کوئی چالیس پنتالیس سالہ عورت تھیں۔

"ابرالمیر! معذرت میں نے پہچانا نہیں آپ کو" ابر نے ان کے اپنے برابر کرسی کھینچ کر بیٹھنے پر پہلو بدلا۔۔۔کوئی پرائیوسی نام کی چیز تو ہے ہی نہیں یہاں

"میں سکندر بھائی کے بزنس پارٹنر کی مسسز ہوں! آپ کو پہلے کبھی کسی فنکشن میں دیکھا نہیں میں نے۔دور پار کی رشتہ دار ہیں کیا؟" وہ خاصی بے تکلفی سے ٹانگ پر ٹانگ جمائے اس سے لمبی گفتگو کرنے کا ارادہ رکھتی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"جی یہی سمجھ لیں." ابر نے جان چھڑوانے والے انداز میں کہتے شہر بانو کی تلاش میں نگاہیں دوڑائیں۔

"اچھا اچھا! اور کیا کرتی ہیں آپ؟ والدہ بھی آئیں ہیں ساتھ آپ کے؟" قریب سے گزرتے ویٹر کو آواز دے کر وہ دو سافٹ ڈرنکس منگوا چکی تھیں۔

"وکیل ہوں!" ابر نے انکی دوسری بات نظرانداز کرتے دو لفظی جواب دیا۔۔۔وہ جانتی تھی کہ یہ گفتگو کس رخ جا رہی تھی۔ جبکہ وہ خاتون یہ جان کر اور بھی پرجوش ہوتی دکھائی دے رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"ماشاءاللہ لڑکیوں کو ایسا ہی ہونا چاہیے! آپ کی کہیں بات تو طے نہیں؟ میرا مطلب منگنی وغیرہ؟" ابر کب سے اسی سوال کا انتظار کر رہی تھی تاکہ ان سے جان چھڑوا سکے

"منگنی وغیرہ تو بھول جائیں مسز جاوید! یہ طلاق یافتہ اور ایک بچے کی ماں ہے" اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی پیچھے سے آتی نیرہ کی آواز پر ٹھہر گئی۔ تو مدعے پر آ گئی تھیں وہ... آخر اسی مقصد کے لیے ہی تو بلایا گیا تھا انھیں یہاں۔۔۔ نیچا دکھانے اور بے عزت کرنے کیلئے

"طلاق یافتہ اور ایک بچے کی ماں؟" وہ خاتون صدمے سے ...پر ہاتھ رکھ کر اسکا اوپر سے نیچے تک جائزہ لے رہی تھیں۔ ابر نے کوفت سے انھیں دیکھا

www.novelsclubb.com

"جی جی بلکل! کیوں ابر بتایا نہیں تم نے انھیں اپنے بارے میں؟" نیرہ ساڑھی کا پلو انگلیوں پر لپیٹتی ابر کو دیکھ رہی تھیں شاید وہ کوئی تاثر ڈھونڈنا چاہ رہی تھیں۔ ابر نے کوئی جواب نہ دیا۔

"آخر ایسی بھی کیا نوبت آگئی تھی کہ ایسے چھپ چھپا کر شادی کر لی تم نے اور پھر ایک بیٹے کے باوجودِ شوہر نے طلاق دے دی؟" ابران کی گھڑی کہانی سے خاصی متاثر ہوئی تھی۔ طنزیہ مسکراہٹ لئے کرسی سے اٹھ کے نیرہ کے سامنے کھڑی ہوئی۔

وہ بچپن میں اپنی معصومیت سے نیرہ کو انگاروں پر لوٹنے پر مجبور کر دیا کرتی تھی اب تو پھر وہ ہر لحاظ سے مکمل تھی۔۔۔اس کی خوبصورتی اور کامیابی کیسے ہضم ہو سکتی تھی نیرہ کو چاہے پھر وہ گھر سے نکالی ہی کیوں نہ جا چکی ہو۔

"یہ لڑکوں کو پھانسنے کے گر تو تمہیں بچپن سے آتے تھے پھر ایسا کیا کر دیا جو شوہر نے بچے سمیت گھر سے باہر کر دیا۔" وہ خاتون اب ہکا بکا بیٹھی ساری باتیں سن رہی تھیں۔ ابر نے دونوں بازو سینے پر لپیٹ کے ایک طنزیہ مسکراہٹ نیرہ کی جانب اچھالی۔

"مسز سکندر ویسے میں نے سنا ہے سیرت کا کسی سے پانچ سال سے افیئر چل رہا تھا۔۔۔ چچ چچ چچ۔۔۔ ابھی پچھلے دنوں ہی پتہ چلا مجھے کہ اپنے عاشق کے ساتھ فرار ہو گئی تھی وہ۔۔۔ اور یہ بھی کہ سکندر چچا نے بڑی شرمناک حالت میں اسے ہوٹل کے کمرے میں اسکے عاشق کے ساتھ پکڑا ہے۔" ابر کی آواز نیرہ کو اپنے کانوں میں صور پھونکتا محسوس ہو رہی تھی۔ ماتھے پر پسینے کے قطرے چمک رہے تھے چہرے

کی اڑی ہوئی ہوائیاں ابر کی بات پر تصدیق کی مہر لگا رہی تھیں۔وہ خاتون اب وہاں سے ہٹ چکی تھیں کیا پتہ ابر کا اگلا نشانہ ہی نہ بن جاتیں۔

"کتنے افسوس کی بات ہے کہ میرے متعلق آپکی ساری کی ساری خبریں غلط نکلیں! اگلی دفعہ ذرا ریسرچ کر لیجیے گا پلیز."

وہ دو قدم ان کے قریب آئی

"آدھا گھنٹہ! آدھا گھنٹہ لگے گا مجھے آپ کے اس تابعدار بیٹے پر ڈرگز سمگلنگ کا الزام لگا کر اسے جیل کی ہوا کھلانے میں!" ابر کے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں کہے الفاظ پر انہوں نے بے یقینی سے اسے دیکھا

"ارے ایسے مت دیکھیں۔۔۔چار سال سے وکیل ہوں۔پولیس، قاتل،اغواء کار، سمگلرز! ہر قسم کے لوگوں سے سامنا رہا ہے۔۔۔بہت سے نئے تعلقات بنے ہیں۔میری ایک کال اور ابھی کچھ منٹوں کے اندر آپ کو پولیس زمان کی گاڑی اور اسکے کمرے سے ڈرگز کے پیکٹ برآمد کرتی نظر آئے گی۔"نیرہ نے دہل کر سٹیج پر مہندی کے کپڑوں میں ملبوس زمان کو دیکھا اور پھر ابر کو۔۔۔ساڑھی کے پلو سے ماتھے پر آئے پسینے کے قطروں کو صاف کیا۔۔۔حیرت ہے اتنی ٹھنڈ میں پسینے چھوٹ گئے تھے ان کے

ابران کے تاثرات سے خاصی محظوظ ہوتی نظر آئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"میں ایسا کرنا چاہتی ہوں اور کر بھی سکتی ہوں! لیکن نہیں کروں گی کیونکہ مجھ میں اور آپ لوگوں میں یہی فرق ہے۔" اسکے لہجے میں پھنکار تھی لیکن غرور نہیں تھا اور یہی چیز تو اس کو اس گھر کے افراد سے ممتاز بناتی تھی۔

"یہ مت سمجھیے گا کہ میں آٹھ سال پہلے کی طرح آپ کے ہاتھوں ہر گیم میں استعمال ہو جاؤں گی۔ مجھے نہ تو آپ میں دلچسپی ہے، نہ زمان کی شادی میں اور نہ ہی کسی کے سامنے اپنی ذات کا تماشہ بنوانے میں! مجھے لوگوں کی تنفر بھری اور جسم میں چبھتی نظروں کی عادت ہو چکی ہے۔۔۔ جانتی ہیں پولیس سٹیشن اور عدالتوں میں کیسے کیسے لوگ ہوتے ہیں؟" آج اس کا دن تھا، آج ابر بول رہی تھی اور نیرہ سن ہوتے وجود کے ساتھ سب سن رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"بہتر ہو گا کہ آپ اپنی ان حرکتوں سے باز آجائیں اور میرے خاندان سے جتنا ہو سکے اتنا دور رہیں! میں اب کی بار خاموش نہیں رہوں گی۔ اپنے باپ کے خون پسینے کی کمائی پر صبر کر چکی ہوں اس لیے نہیں کہ میں وہ واپس نہیں لے سکتی بلکہ اس لئے کہ میں اپنے ارد گرد اس گھر کے کسی فرد کا ذکر بھی برداشت نہیں کر سکتی ورنہ میرے لئے آپ کے شوہر کو کورٹ میں گھسیٹنا مشکل نہیں۔" لہجے کی کاٹ ایسی تھی کے نیرہ نے دو قدم پیچھے ہو کر ٹیبل کا سہارا لیا

"میری معصوم ماں اور میرے بیٹے سے دور رہیں مسز سکندر۔۔۔ یہ میری آپکو آخری وارننگ ہے۔" شہادت کی انگلی ان کی جانب اٹھا کر کہتے اس نے ایک آخری نگاہ نیرہ کے چہرے پر ڈالی اور پھر وہاں رکی نہیں تھی۔ اپنا کلچ اٹھا کر تیز تیز قدم بڑھاتی اب وہ شہر بانو کو تلاش کر رہی تھی۔ اس نے مڑ کر ایک دفعہ بھی نیرہ کو نہیں دیکھا تھا۔ نہ ہی وہ گھر جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔ وہ پر اعتماد تھی مضبوط تھی اور سب

www.novelsclubb.com

سے بڑھ کر وہ اپنے اوپر اٹھنے والے ہر سوال کا منہ توڑ جواب دینے کی صلاحیت رکھتی تھی۔

فنکشن ختم ہو چکا تھا۔اس سارے عرصے کے دوران وہ ایک دفعہ بھی زمان کی طرف متوجہ نہیں ہوئی تھی۔ بھلا ایسے شخص کی اسکی زندگی میں کیا ہی جگہ تھی۔۔۔ کھانا کھانے کے دس منٹ بعد وہ شہر بانو اور اسود کے ساتھ واپس جانے کے لئے تیار بیٹھی تھی۔ شہر بانو سب سے مل کر جانے کی اجازت لے چکیں تو ابر ان کو گاڑی تک آنے کا کہتی خود باہر کی جانب بڑھ گئی۔

گیٹ سے کچھ فاصلے پر کھڑا زمان اس کو دیکھ کر بلکل ساکت ہو چکا تھا! وہ لڑکی اس کی محبت رہ چکی تھی۔ وہ آج بھی آٹھ سال پہلے کی طرح حسین تھی۔ دل کے کونے

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں دبک کر بیٹھے وہ جذبے آج باہر آرہے تھے۔ کسی کی نظروں کا احساس ہی تھا جس پر ابر نے فون سے نگاہ ہٹا کر آگے پیچھے دیکھا۔

دونوں کی نگاہیں ٹکرائیں۔۔۔ زمان کی سیاہ آنکھوں میں چمک تھی لیکن ابر کی آنکھیں بے تاثر تھیں۔۔۔ وہ جو دس سیکنڈ بھی اس کی آنکھوں میں نہ دیکھ کر شرماتے ہوئے چہرہ پھیر لیا کرتی تھی آج اسکی آنکھوں میں کوئی جذبہ نہیں تھا۔

وہ زیادہ دیر وہاں کھڑی نہیں رہی تھی بلکہ جلد ہی اسکے قریب سے ہوتی گیٹ پار کر گئی تھی۔ وہ اسے پکارنا چاہتا تھا، اسے روکنا چاہتا تھا پر وہ کمزور تھا آٹھ سال پہلے کی طرح نہ وہ تب اس کے لئے کچھ کر سکا تھا اور نہ ہی آج! زمان اسے ملکہ کہنے کا حق کھو چکا تھا۔

شہر بانو بھی اس کے پیچھے پیچھے ہی گاڑی تک آ گئی تھیں۔ ابر نے پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھول کر انھیں بیٹھنے کی جگہ دی اور گہری نیند سوئے اسود کو انکی جھولی میں پکڑا کر دروازہ بند کیا۔ حیرت کی بات تھی کہ اتنے شور شرابے کے باوجود وہ ایک بار بھی نہیں جاگا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولتی فون پر چمکتے نام نے اس کے ہاتھ روکے۔

فون اٹھا کر کان سے لگاتے اسے جو خبر سنائی گئی تھی وہ کسی دھماکے سے کم نہ تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نوریز اعوان پکڑا جاچکا ہے!" دوسری طرف سے آتی وہ آواز ہلیل کی تھی۔ "

آخر کار وہ دن آہی گیا! وہ لوگ دو ہفتے سے اس کیس پر کام کر رہے تھے لیکن ہر سوال نوریز اعوان پر آکر اٹک جاتا تھا۔ یہ خبر ان کیلئے کسی نعمت سے کم نہ تھی۔ اب یہ سب بہت جلد ختم ہونے والا تھا۔ بالاج کا قاتل پولیس کی حراست میں تھا۔

اب یہ اس کیس کا اختتام تھا یا کسی نئی گتھی کا آغاز یہ تو وقت ہی بتا سکتا تھا

جاری ہے۔۔۔۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

www.novelsclubb.com